عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۵
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرزا غلام قادیانی ایک پاگل انسان

وسط ایشیاء کی مسلم ریاستیں

- تاریخی پس منظر
- روسی قبضہ کے مختلف ادوار
- مساجد کی قفل بندی
- اور اب وہاں تبلیغ کی ضرورت

قادیانیوں کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

خوشتی

میر شکیل الرحمٰن کے نام کھلا خط

سید کاشف گیلانی، گلشن اقبال کراچی

میں آپ کے موقر اخبار روزنامہ جنگ کراچی کا مستقل قاری ہوں۔ عید الفطر کا شمارہ پڑھا بالخصوص نصر اللہ خان صاحب کا کالم "آداب عرض" کیا اتنا زمانہ آگیا ہے کہ بے ادبی کا نام آداب رکھ دیا گیا ہے۔ اس میں فاضل کالم نگار نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ محض صحافی ہیں۔ حالت ان کی یہ ہے کہ نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب سے اختلاف رائے کے ضمن میں تمام صحافتی ضوابط اخلاق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انہوں نے نواب صاحب کے ساتھ ساتھ مجلس احرار کو بھی لتاڑ ڈالا۔ مجلس احرار کے معزز رہنماؤں کو مرحوم ہوئے بھی مدتیں گزر گئیں مگر یہ لوگ مرنے والوں کو بھی معاف کرنے والے نہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ مسجد شہید گنج کی واگزاری کے بعد بھی کالم نگار موصوف نے کبھی اس میں نماز پڑھنے کی کوشش نہیں کی ہوگی۔ صرف مردہ مسلموں کا سہارا لے کر شرفاء کی پگڑیاں اچھالنا ان کے نزدیک صحافت ہے۔

تحریک مسجد شہید گنج میں احرار کا موقف بالکل واضح تھا وہ اپنے خلاف بنے ہوئے سیاسی جال میں پھنس کر مسلمانوں کا ناحق خون کروانے کے حق میں نہیں تھے۔ انہوں نے اپنا سیاسی کیریئر قربان کر دیا مگر ناحق خون مسلم اپنے سر نہیں لیا۔ اب تو احرار ختم ہو چکی ہے اور وہ مسجد بھی الحمد للہ پاکستان کے غیور مسلمانوں کے پاس ہے۔ نصر اللہ خان صاحب سے درخواست ہے کہ اسے جا کر کھلوائیں اور وہاں نماز کروائیں۔

"گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا"

تاریخ گواہ ہے کہ احرار والے بزدل نہ تھے۔ اگر وہ تحریک شہید گنج کو اپنے خلاف جال اور چال نہ سمجھتے تو وہ جانوں کی پرواہ کئے بغیر اس آگ میں کود جاتے۔

باقی رہا احرار کی لیگ مخالفت کا معاملہ تو وہ بوجہ تھا وہ مسلم لیگ کی اصولی سیاسی مخالفت سے روز اول کی طرح تا ہنوز دست بردار نہیں ہوئے۔ اس کے باوجود قیام پاکستان کے بعد اس کے رہنماؤں کا احرار توڑ دینے کا فیصلہ ان کی سیاسی غیرت و حمیت کا آئینہ دار ہے۔ پاکستان کی تشکیل کے بعد انہوں نے لیگ سے ٹکراؤ کی پالیسی ترک کر دی بلکہ تحفظ ملک کی خاطر ہر قسم کے تعاون کا انفرادی سطح پر یقین دلایا۔ ویسے میں نصر اللہ خان صاحب سے یہ سوال کرنے کی جسارت میں حق بجانب ہوں کہ تقسیم ہند سے پہلے احرار یا ان کی ہم خیال مسلم جماعتوں نے مسلم لیگ کے خلاف جتنے اعتراضات کئے تھے ان میں سے کون سا اعتراض مسلم لیگ نے اپنے عمل سے غلط ثابت کیا ہے۔ اگر نصر اللہ خان صاحب بزعم خویش پاکستان اور مسلم لیگ کے اتنے حامی ہیں تو احرار کی طرح پاکستان کی بقا کی خاطر تمام مسلم لیگوں کو توڑنے کا اعلان کروا دیں۔ یا کم از کم خدا کے لئے سب مسلم لیگوں کو مستقل بنیادوں پر ضم کر کے ایک مسلم لیگ بنوا دیں۔ معاف کیجئے پاکستان کے اور مسلم لیگ یعنی پاکستان کی ماں کے ٹکڑے احرار نے نہیں کئے بلکہ اس کے اپنے نام نہاد ٹھیکیداروں نے کئے ہیں۔ احرار والے تو پاکستان کی سلامتی و بقاء کے لئے دعا گو ہیں۔ اور دل و جان سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو سلامت رکھے اور مسلم لیگ سے اس کی جان چھڑوا دے تاکہ اس ملک کی بنیادیں مضبوط ہوں۔ اور پاکستان میں فسادات و معاشی لوٹ مار کا بازار بند ہو۔

باقی رہا نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کی سیاسی حیثیت کا مسئلہ تو وہ اپنی اصولی و دیانتدارانہ سیاست کی وجہ سے روز اول کی طرح آج بھی باوقار اور ہر دلعزیز ہیں۔ اگر ان کے ناخلف پوتے پوتیاں سیاست سے ان کے اخراج کے علمبردار ہیں تو جناب آپ کی اگلی نسل بھی آپ سے صحافت چھوڑنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ کیونکہ آپ کا تعلق بھی صحافت کی اس عمارت کے کھنڈر سے ہے جس پر پاؤں رکھ کر مولانا ظفر علی خان اور مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اچھلا کرتے تھے۔

ہم کالم نگار موصوف سے استدعا کرتے ہیں کہ چند خوشامد پسند ارباب اختیار کو خوش کرنے کے لئے قوم کے دلوں میں نفرت کے بیج نہ بوئیں کہ اس کا جواب آپ کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے دینا ہوگا اگر آپ یوم حساب پر یقین رکھتے ہیں تو۔ یوں بھی پاکستانی قوم میں نفرتیں پھیلانے کا کام تو کئی ایک رہنما پہلے ہی سے کر رہے ہیں۔ اس میں آپ کی آواز نوابزادہ نصر اللہ خان کے حقے کے پانی کی گڑگڑاہٹ کی ایک گڑگڑ بلکہ صرف گڑ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

میری روزنامہ جنگ کے ادارے سے بھی درخواست ہے کہ ازیں قبیل مضامین شائع کر کے جانبدارانہ صحافت سے گریز کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے آپ کے باوقار ادارے کی ساکھ کو نقصان کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ احرار کے ختم ہو جانے کے باوجود خود احرار کے اراکین یا ان کے ہم خیال تمام سیاسی جماعتوں میں کثیر تعداد میں اب بھی موجود ہیں۔

اطلاع

ہم قارئین ختم نبوت و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص احباب کو مطلع کرتے ہیں کہ ہفت روزہ ختم نبوت کی جعلی رسید بک پر ہفت روزہ کے نام سے چندہ وصول کیا جا رہا ہے لہذا آپ ایسے حضرات سے ہوشیار رہیں۔

نیز یہ کہ اس سلسلے میں تحقیقات اور قانونی کارروائی کے لئے مولانا اللہ وسایا صاحب کا تقرر کیا گیا اگر کسی صاحب کو ایسے جعل ساز کے بارے میں علم ہو تو وہ مولانا اللہ وسایا سے رابطہ قائم کرے۔

شکریہ

مولانا عزیز الرحمٰن۔
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

جلد نمبر ۱۱ — شمارہ نمبر ۵
بتاریخ :- یکم تا ۷ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
مطابق :- ۳ تا ۹ جولائی ۱۹۹۲ء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

پیٹرول — عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

صفحہ نمبر	نام مضمون	نمبر شمار
۲	میر شکیل الرحمن کے نام کھلا خط	۱
۴	شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ (نظم)	۲
۵	قادیانیوں کا بائیکاٹ کیوں؟	۳
۶	زہد	۴
۸	شہادت فاروق اعظمؓ	۵
۹	وسط ایشیا کی مسلم ریاستیں	۶
۱۴	نقش فاروقی	۷
۱۴	تحریک ختم نبوت	۸
۱۷	خدا سے جنگ	۹
۱۸	داستان ارتداد (آخری قسط)	۱۰
۲۰	ہم نہ کہتے تھے	۱۱
۲۱	مرزا قادیانی کا پاگل پن	۱۲
۲۲	جماعت اسلامی سے متعلق ایک خط	۱۳
۲۳	مدیر ختم نبوت کے نام ایک خط	۱۴

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نائب سرپرست
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نگران اعلیٰ
مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر
محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

بیرون ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر
• عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت گرومندر پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان۔ فون نمبر:- 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ

سعد اللہ خان

انہیں بھی ناحق کو چھپانا پڑے گا
نہ ظلی بروزی بتانا پڑے گا
یہودی ہیں سکھ ہیں کہ ہیں قادیانی
حقیقت میں کیا ہیں لکھانا پڑے گا
بنے گا جو مذہب کا خانہ تبھی تو
انہیں مذہب اپنا بتانا پڑے گا
لکھیں گر یہ "اسلام" تو طوق مرزا
گلے سے انہیں پھر ہٹانا پڑے گا
صدارت بھی سُن لے وزارت بھی سُن لے
تمہیں اپنا وعدہ نبھانا پڑے گا
نہ چھُپ کے رہے تا کوئی قادیانی
یہ مذہب کا خانہ بنانا پڑے گا
یہ کارڈ ہے بے کار فوراً بدل دو!
ضرور اب نیا کارڈ لانا پڑے گا
نہ پہچان ممکن ہے کس کام کا یہ
بحرحال اس کو ہٹانا پڑے گا
یہ دھوکے کی ٹٹی یہ مرزا کے چالے
مسلماں کو ان سے بچانا پڑے گا
امیرو، وزیرو ذرا کان کھولو!
تمہیں کام اب یہ کرانا پڑے گا
جو غفلت ہوئی تو بروزِ شفاعت
محمدؐ سے چہرہ چھُپانا پڑے گا!

قادیانیوں کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں جس طرح دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ لین دین اور تجارت کرتے ہیں جیسے ہندوؤں، عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ اسی طرح قادیانیوں کے ساتھ لین دین اور تجارت کرنے اور ان سے تعلقات قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایسا سوچنے یا سمجھنے والوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ لین دین اور تجارت سے منع نہیں فرمایا البتہ اس حد تک دوستی سے منع فرمایا ہے کہ جس سے مسلمانوں کے کاز یا اسلام کو نقصان پہنچتا ہو۔

اگر اسلامی حکومت ہو اور وہ اپنے طرز عمل سے اسلام، مسلمانوں اور اسلامی حکومت کو نقصان پہنچاتے ہوں تو ایسے میں ان کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے وہ جہاد خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا اس لئے ہمیں عیسائی، یہودی اور دوسری باطل قوتوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں اور سازشوں کو نگاہ میں رکھنا ضروری ہے اور اس کا سدباب بھی ضروری ہے لیکن ان سے لین دین اور تجارت سے منع نہیں فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں منافقین کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا جو دوغلے کردار کا حامل تھا جس کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء نہ وہ ادھر کے تھے اور نہ اُدھر کے تھے جب مسلمانوں سے ملتے تو کہتے ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب مشرکین سے ملتے تو ان کے بن جاتے ——— قرآن کریم ہی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دھوکے باز ہیں جو شخص دھوکہ باز ہو اس سے تعلقات رکھنا کسی طرح بھی درست نہیں منافقوں کے بارے میں قادیانی پیشوا مرزا محمود نے اپنے مخالفوں کو منافق کہا ہے۔ کہتا ہے:۔

"منافقوں کو اچھی طرح سن لینا چاہیئے کہ ان کے بارے میں ہم کوئی نرمی یا کمزوری اختیار نہیں کریں گے ان کا ہم سنگ دل انسان کی طرح مقابلہ کریں گے اور ان کی تباہی ہمارے لئے عید کا دن ہو گا"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ شمارہ ۱۸۸۔ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

مطلب یہ کہ جو منافق ہو ان کو قتل کیا جائے، تباہ کر دیا جائے ——— اگر مرزا محمود کی مخالفت منافقت ہے تو قادیانی بدرجہ اولیٰ منافق ہوئے کیونکہ قادیانی کلمہ بھی مسلمانوں کا پڑھتے ہیں اذان، نماز، تلاوت وغیرہ سب مسلمانوں ہی کی طرح ادا کرتے ہیں لیکن کلمہ کا مفہوم ان کے نزدیک جدا ہے جس کی وضاحت مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر ایم اے نے یوں کی ہے:۔

"مسیح موعود (مرزا) خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی" (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۵۸)

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے خود بھی یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ کا مصداق میں ہوں ——— مرزا قادیانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں یہ گستاخی بھی کی ہے کہ آپ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی ملی ہوئی ہے العیاذ باللہ۔

آپ کے والد کو اگر کوئی شخص گالی دے تو آپ سلام تو کجا کلام بھی اس سے کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے (ہمارے لاکھوں والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک پر قربان) جب ہم اپنے والد کے بارے میں اتنے جذباتی واقع ہوئے ہیں تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انتہائی باغیرت ہونا چاہئے لہٰذا ہماری گذارش ہے کہ گرمی کا موسم آ چکا ہے صرف قادیانی مشروب ساز فیکٹری کا بائیکاٹ کریں بلکہ جملہ قادیانیوں کا بائیکاٹ کر کے دینی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا پورا کریں۔

زھد

محمد اقبال
حیدر آباد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
زھد میرا پیشہ ہے

زہد کی حقیقت آپ کی سیرت کے حوالے سے مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوجاتی ہے: "جب تم فراغت پاؤ تو عبادت میں لگ جاؤ اور اپنے رب ہی کی طرف راغب رہو" چنانچہ آپ کا عمر بھر یہ شعار رہا کہ آپ تحریک اسلام و تبلیغ کے امور سے فارغ ہوتے تو اپنے اللہ کی رضا و دید کے لیے اس کی بارگاہ قدس میں پہنچ جاتے اس کی یاد تیر نیمکش کی طرح آپ کے قلب مبارک میں پیوست تھی، اس لیے کہ دوست کے بغیر کسی کروٹ آپ کو قرار نہ تھا۔ لہٰذا راتوں کو اٹھ اٹھ کر بارگاہ دوست میں حاضر ہونا اس کی حمد و ثنا میں رطب اللسان رہنا۔ عجز و نیاز سے رکوع و سجود کرنا اور کبھی آہ و فغاں اور گریہ و زاری سے درد محبت کا اظہار کرنا آپ کا دستور زندگی تھا۔

اگر کسی بھی انسان کی زندگی کے حالات و واقعات اس کی صداقت و تقدیس کے لیے معیار ہو سکتے ہیں تو اس آسمان کے نیچے فی الحقیقت ایک ہی انسانی زندگی ہے جس کے سوانح و حالات میں سے ہر شے اس کی صداقت کے لیے معجزہ قاہرہ اور برہان قاطع ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے وجود اقدس کے ظہور نے دنیا کی بڑی بڑی شہنشاہیوں کو نابود کر دیا۔ جن کی ہیبت جلالی اور سطوت ربانی کے آگے تاجداران عالم کے تخت الٹ گئے جن کے غلاموں کے سامنے کسریٰ کا خزانہ آنے والا اور قیصر کا خراج پہنچنے والا تھا جو اپنی حیات طیبہ کے اندر عرب و یمن کی شہنشاہی کو اپنے قدموں پر دیکھتا تھا اور فی الحقیقت جس کے دنیا کے تمام خزانے اور طاقتیں وقف اس نے خود اپنے لیے جو دنیاوی زندگی اختیار کی تھی اس کا حال یہ تھا کہ تمام عمر کبھی دونوں وقت شکم سیر ہو کر غذا تناول نہ فرمائی اور دو دو دن تک آپ کے حجرہ اقدس میں غذا کی تیاری کے نشانات یکسر معدوم و مفقود رہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہوتی تھی مرے اللہ! زندگی میں بھی مجھ کو مسکین رکھ۔ موت بھی مسکینی کی حالت میں فرما اور قیامت میں بھی مسکینوں میں مجھے اٹھا۔ ہمارے نبی کی تو یہ دعا ہے "میں ہر وقت مسکین رہوں صرف تیری طرف مرا احتیاج رہے۔ امام الانبیاء جب تشریف لے گئے دنیا سے تو صرف ایک جوڑا تھا کپڑوں کا اور جس رات یہ آفتاب نبوت اس دنیا سے جا رہے تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہمارے گھر میں رات کو چراغ جلانے کے لیے تیل بھی نہیں تھا۔ یہ ہے سیرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اب ذرا امتی سے پوچھئے کہ کتنی جائیداد کے مالک ہیں وہ؟ اور اسلام کی کیا خدمت کرتے ہیں؟ اور اللہ کی طرف کتنے راغب ہیں؟

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چٹائی پر تشریف فرما تھے چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ آپ پر صرف ایک تہبند تھا اس کے علاوہ اور کوئی لباس نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر نمایاں تھے اور میں نے دیکھا کہ جو کی ایک چھوٹی سی ڈھیری ہے جو قریب ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کے ہوگی اور کچھ بیر کے پتے بالاخانے کے ایک گوشہ میں پڑے ہوئے تھے اور ایک بلا دباغت دی ہوئی کھال لٹکی ہوئی ہے یہ دیکھ کر میری آنکھیں ڈبڈبا اٹھیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے اللہ کے نبی! مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں۔ اس چٹائی کا اثر آپ کے پہلو میں ہے اور یہ آپ کا خزانہ ہے اس میں وہی دیکھ رہا ہوں جو میں نے دیکھا اور وہ کسریٰ اور قیصر پھلوں اور نہروں میں گزر کر رہے ہیں اور آپ اللہ کے نبی اور اس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابن خطاب! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ ہمارے لیے آخرت ہو گی اور ان کے لیے دنیا ہے۔

آپ نے عمر بھر اپنے اہل و عیال کے ساتھ انتہائی عسرت میں زندگی گزاری، حالانکہ آپ قانونی اصطلاح میں بادشاہ، حکمران اور فاتح و حاکم بھی تھے اور آپ کے پاس کثرت سے مال غنیمت بھی آتا تھا لیکن آپ نے عیش و آرام کی زندگی پر زہد و فقر کی زندگی کو ترجیح دی۔ آپ جب غریب تھے جب بھی سادہ تھے۔ فارغ البال ہوئے پھر بھی سادہ رہے اور جب ملک کا تخت و تاج آپ کے قدموں میں تھا اس وقت بھی سادگی اوڑھنا بچھونا تھی، تکلف اور تکبر کو آپ سخت ناپسند فرماتے خندق کھودنے اور مسجد نبوی بنانے کے وقت آپ نے مسلمانوں کے ساتھ مزدوروں کی طرح کام کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک مرتبہ ایک انصاری عورت آئی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا کہ چادر بچھا رکھا ہے انہوں نے واپس جا کر ایک بستر تیار کیا جس کے اندر اون بھر رکھی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ کہتی ہیں میں نے عرض کیا رسول اللہ! فلاں انصاریہ آئی اس نے آپ کے بستر کو دیکھا تو وہ گئی اور اس نے میرے پاس بھیج دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اسے واپس کر دو قسم اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ پاک میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلائے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کا کپڑا پہنا ہے اور پیوند لگا ہوا جوتا۔ اور حضرت انسؓ نے بھی فرمایا کہ آپ نے بہت موٹا کھانا کھایا ہے اور موٹا کھردرا لباس بھی پہنا ہے کسی نے حسن سے پوچھا کہ بشیع کیا چیز ہے؟ جواب دیا کہ موٹا جو جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسانی سے بلا پانی کے گھونٹ کے نہیں نگل سکتے تھے۔

حضرت ابو رافعؓ کی بیوی سلمیٰ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ آئے اور ان حضرات نے کہا کہ ہمارے لیے ان کھانوں میں سے کوئی کھانا پکاؤ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند تھا

فرمانے لگیں اے میرے بیٹو! اگر میں ایسا کروں گی تو تم آج اسی کھانے کی خواہش نہ کرو گے۔ چنانچہ میں کھڑی ہوئی میں نے تھوڑے سے جو لیے اور انہیں پیسا اور پھونک مار کر اس پر سے بھوسی اڑائی اور اس سے چھوٹی چھوٹی ٹکیاں پکائیں اور آپ کا سالن روغن زیتون تھا اسی پر سیاہ مرچ کے دانے پیس کر ڈال دیئے اور ان حضرات کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند کرتے تھے۔

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب کیا۔ آپ کے پاس پانی اور شہد لایا گیا۔ جب آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا تو آپ رو دیئے اور بڑی بلند آواز سے روئے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ کو کچھ ہو گیا ہے۔ ہم لوگوں نے آپ سے پوچھا نہیں۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو ہم نے عرض کیا۔ اے خلیفہ رسول! آپ کو کس چیز نے اس رونے پر آمادہ کیا؟ فرمایا ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے پاس سے کسی چیز کو دفع کر رہے ہیں اور مجھے کوئی چیز دکھائی نہ دی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا چیز ہے کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس کو دفع فرما رہے ہیں اور مجھے کوئی چیز نظر نہیں آتی؟ آپ نے فرمایا دنیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو میں نے کہا ہٹ! مجھ سے دور ہو۔ تو دنیا نے کہا لیکن آپ تو مجھے پکڑنے والے نہیں۔ ایک روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مجھ سے ایک جانب ہٹ گئی اور دنیا نے کہا کہ اگر آپ مجھ سے چھوٹ گئے ہیں تو آپ کے بعد والے مجھ سے نہ چھوٹ سکیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا مجھ پر یہ بڑا بار گزرا اور میں ڈرا۔ (اس کے پینے سے) ایسا نہ ہو کہ میں نے امر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہو اور دنیا مجھ سے ملی ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ وفات پا گئے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم اور اس سے پہلے بیت المال سے اپنا حق لیا تھا اس کو بھی بیت المال میں لوٹا دیا۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد کی ایک مجلس میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ کچھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زہد کا تذکرہ کر رہے ہیں اور ان چیزوں کا تذکرہ کر رہے ہیں جو اللہ پاک نے ان دونوں کے سینے اسلام کے لیے کھولا اور ان دونوں حضرات کی حسن سیرت کا بیان کر رہے تھے چنانچہ میں بھی اس مجمع کے قریب بیٹھ گیا۔ اس مجمع میں احنفؓ بن قیس تمیمی بھی لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم لوگوں کو حضرت عمرؓ نے ایک سریہ میں عراق کی طرف روانہ فرمایا۔ اللہ پاک نے ہمارے ہاتھوں عراق اور فارس کے شہر فتح کروائے۔ ہم نے وہاں فارس اور خراسان کی چادریں پائی اس کو ہم نے اپنے ساتھ رکھ لیا اور اس سے ہم نے اپنے لباس بنوائے۔ پس جب حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہم سے اپنا چہرہ پھیر لیا اور ہم سے بات نہ کی یہ بات حضرات صحابہ کرامؓ پر نہایت گراں گزری چنانچہ ہم آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کے پاس آئے جو مسجد میں تشریف فرما تھے ہم پر امیر المومنین حضرت عمرؓ کی جانب سے جو سختی پیش آئی اس کی ہم نے ان سے شکایت کی۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ امیر المومنین نے تم پر وہ لباس دیکھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ آپ کے بعد والے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو۔ پس کہ ہم اپنے مکان واپس آئے اور جو لباس ہمارے اوپر تھا ہم نے اسے اتارا۔ اور ہم حضرت عمرؓ کے پاس اسی لباس میں آئے کہ جس میں وہ ہمیں دیکھا کرتے تھے تو حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر ہم لوگوں میں سے ایک ایک آدمی کو سلام کیا اور ہم میں سے ایک ایک آدمی سے معانقہ کیا جیسا کہ اس سے پہلے ہم کو دیکھا ہی نہ تھا۔ ہم نے آپؓ کے سامنے مال غنیمت پیش کیا۔ سو آپ نے اس کو ہم لوگوں پر برابر تقسیم کر دیا۔ ان کے سامنے مال غنیمت میں وہ ٹوکریاں بھی نکلیں جن میں خبیص (چھوارے اور گھی وغیرہ سے حلوہ سا بنا لیتے ہیں) کی سرخ و سفید قسمیں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کو چکھا تو اس کا مزہ اچھا اور خوشبو بھی پائی تو ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ خدا کی قسم! اے مہاجرین و انصار کی جماعت تم میں سے بیٹا باپ سے اور بھائی بھائی سے اس کھانے پر ضرور لڑے گا۔ پھر آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا یہ ان لوگوں کی اولاد کی طرف پہنچایا گیا جو حضورؐ کے سامنے مہاجرین و انصار میں سے شہید ہوئے تھے اس کے بعد حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور واپس چلے گئے۔ آپ کے پیچھے صحابہ کرامؓ آپ کے نقش قدم پر چلے اور صحابہ نے کہا اے مہاجرین و انصار کی جماعت اس آدمی کے زہد کو اور اس کے حلیہ کو نہیں دیکھتے ہو؟ اس نے ہم لوگوں کے لیے ہمارے نفسوں کو حقیر کر دیا جب کہ اللہ پاک نے اس کے ہاتھوں پر کسریٰ اور قیصر کے شہر فتح کیے اور مشرق و مغرب کی دونوں طرفیں۔

عرب و عجم کے وفود اس کے پاس آتے ہیں اور اس پر یہ جبہ دیکھتے ہیں جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت! کاش کہ تم ان سے پوچھتے اور تم لوگ بڑے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد و غزوات میں رہے ہو اور تم سبقت لے جانے والے مہاجرین و انصار میں سے ہو کہ یہ اپنا یہ جبہ نرم کپڑے کا بنا لیں۔ جس میں وفود ان کا منظر ہیبت ناک ہو اور صبح و شام ان کے پاس ایک لگن کھانے کی آئے جسے یہ کھائیں اور جو مہاجرین و انصار میں سے حاضر ہوں وہ کھائیں۔ سب نے بالاتفاق مل کر یہی کہا کہ اس کام کے لیے تو سوائے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے اور کوئی موزوں نہیں اس لیے کہ وہ تمام لوگوں میں سے حضرت عمرؓ کے سامنے جرات سے کام لے سکتے ہیں اور حضرت عمرؓ ان کے داماد بھی ہیں یعنی حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت عمرؓ کے نکاح میں ہے۔ یا اس کام کے لیے جرات ان کی بیٹی حضرت حفصہؓ کر سکتی ہیں وہ حضورؐ کی بیوی ہیں اور حضرت عمرؓ ان کی بات مان لیں گے چونکہ حضرت حفصہؓ کا حضورؐ سے زوجیت کا تعلق ہے چنانچہ لوگوں نے حضرت علیؓ سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا۔ میں یہ کام کرنے والا نہیں۔ تم لوگ ازواج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں استعانت لو وہ امہات المومنین ہیں۔ حضرت عمرؓ پر جرات کر سکتی ہیں۔ حضرت احنف بن قیسؓ فرماتے کہ صحابہ کرامؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے کہا۔ یہ ایک ہی جگہ جمع تھیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ میں امیر المومنین سے اس بات کو پوچھوں گی حضرت حفصہؓ نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ کبھی راضی نہیں ہوں گے اور ابھی تمہیں یہ بات واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ دونوں امیر المومنین کے پاس آئیں۔ ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے امیر المومنین! کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے بات کروں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے ام المومنین کہیے حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور رضوان کی طرف اپنا راستہ اختیار کیا اور دنیا کا ارادہ نہیں کیا اور نہ دنیا نے آپ کا ارادہ کیا اسی طرح حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کے نقش قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کر کے لیفہ سے چل دیئے اور جھوٹوں کو موت کے گھاٹ اتار گئے اور باطل لوگوں کی دلیلوں کو ناکارہ کر گئے اور اپنی رعایا میں انصاف پھیلا گئے اور سب میں تقسیم برابر رکھی اور اللہ پاک کی رضامندیاں ہمیشہ ان کے سامنے رہیں اللہ پاک نے ان کو اپنی

باقی ص۱۲ پر

محمد رمضان پھلپوٹہ، کھوڑہ

شہادتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

اسلام کی تاریخ جو کہ ایک ہمہ گیر انقلاب کی تاریخ ہے اگر اس میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی شامل نہ کیا جائے تو بلاشبہ یہ تاریخ ادھوری ہوگی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسلام کا وہ عظیم ستون و درخشاں باب ہیں جس کے بغیر اسلامی تاریخ کے مکمل ہونے کا تصور تک بھی نہیں کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی اپنی جگہ پر اٹل اور مسلّم حقیقت ہے کہ چمنستان اسلام کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا آب یاری کرنے والا نہ کبھی پہلے ملا تھا اور نہ اس کے بعد ہی پوری تاریخ اسلام میں کوئی ایسا بطل جلیل پیدا کر سکی ایسا کیوں نہ ہو؟ جس کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت والے ہاتھ خداوند قدوس کی بارگاہ میں اٹھیں کہ اے اللہ! عمر بن الخطاب مجھے عنایت کر جسے بارگاہ رب العزت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا ہو جو عمر رضی اللہ عنہ مراد رسول ہو جس کے مسلمان ہونے کے پہلے دن ہی اسلامی تحریک میں حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوئی ہوں (علی الاعلان اذان کعبۃ اللہ میں اسلام کا اعلان وغیرہ) اور اپنی منزل کی طرف بڑی تیزی سے رواں دواں ہونے کے ساتھ ساتھ کاروان انقلاب میں ایک نیا جوش و ولولہ پیدا ہوا ہو۔

میں چلا تو اکیلا ہی تھا جانب منزل
مگر لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے حضرات پہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگی کہ اسلامی انقلاب کی عظیم عمارت کو فولادی استحکام اور بلا بندی دوام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی نے بخشا اور نظام مملکت ایسے بہترین نمونے سے چلایا کہ دنیا حیران رہ گئی دنیا کو نظام مملکت کا واضح اور پرکشش فارمولا دیا جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہوگا اور اس فارمولے سے مسلمان تو درکنار غیر مسلموں نے بھی استفادہ کیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کس طرح حکومت چلائی کون کون کی خدمات سرانجام دیں، حکومت کو کس طرح وسیع کیا کس ہمت و جرأت کے ساتھ چیلنجوں کا سامنا کیا یہ اپنی جگہ پہ ایک مستقل موضوع ہے بڑا تفصیل طلب ہے فی الحال ہم واقعہ شہادت بیان کرتے ہیں اور یہ کہ وہ کون سے اسباب و علل تھے جو شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں کارفرما تھے تو آئیے امام الہند ابوالکلام آزاد کی زبانی سنیئے موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

۲۳ھ میں کرمان و سجستان مکران اور اصفہان کے علاقے فتح ہو گئے گویا سلطنت اسلامی کی حدود مصر سے بلوچستان تک وسیع ہو گئیں اسی سال آپ نے آخری حج فرمایا حج سے واپس تشریف لا رہے تھے راہ میں ایک مقام پر ٹھہر گئے اور بہت سی کنکریاں جمع کر کے ان پر چادر بچھائی پھر لیٹ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور دعا کرنے لگے۔

خداوندا، اب میری عمر زیادہ ہو گئی ہے میرے قویٰ کمزور پڑ گئے ہیں اور میری رعایا ہر جگہ پھیل گئی ہے اب تو مجھے اس حالت میں اٹھا لے کہ میرے اعمال برباد نہ ہوں اور میری عمر کا پیمانہ اعتدال سے متجاوز نہ ہو (انسانیت موت کے دروازے پر ص۵۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابوصالح کے حوالے سے کعب حبار کا یہ بیان لکھا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تورات میں لکھا ہے کہ آپ شہید کئے جائیں گے اس پہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیسے ہوگا کہ جزیرۃ العرب میں رہتے ہوئے مجھے شہادت ملے۔ اسلم کا بیان ہے کہ کعب کی زبانی یہ الفاظ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اے اللہ! اپنے حبیب کے شہر مدینہ میں میری روح قبض کر اور اپنے راستے میں مجھے شہادت نصیب کر (مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا ص۱۴۲)

اب آئیے ذرا واقعہ شہادت پہ روشنی ڈالیں۔

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ کوئی مشرک جو بالغ ہو مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکتا مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ نے آپ کو لکھا کہ یہاں فیروز نامی ایک بہت ہوشیار نوجوان ہے اور وہ نقاشی نجاری اور آہن گری میں بڑی مہارت رکھتا ہے اگر آپ اسے مدینہ میں داخلے کی اجازت عطا کریں تو وہ مسلمانوں کے بہت کام آئے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو بھیج دیا جائے۔ فیروز نے مدینے پہنچ کر شکایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے مجھ پر بہت زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے آپ کم کرا دیجئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: کتنا ٹیکس ہے؟

فیروز: دو درہم روزانہ (ساڑھے سات آنے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: تمہارا پیشہ کیا ہے؟

فیروز: نجاری، نقاشی اور آہن گری۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم کچھ بہت نہیں۔

فیروز کے لئے یہ جواب ناقابل برداشت تھا وہ عناد سے لبریز ہو گیا اور دانت پیستا ہوا باہر چلا گیا چند روز بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے طلب فرمایا اور پوچھا میں نے سنا ہے کہ تم ایک چکی تیار کر سکتے ہو جو ہوا سے چلے فیروز نے ترش روئی سے جواب دیا کہ میں تمہارے لئے ایک ایسی چکی تیار کروں گا جسے یہاں کے لوگ کبھی نہیں بھولیں گے دوسرے دن ایک دو دھارا خنجر جس کا قبضہ وسط میں تھا آستین میں چھپایا اور صبح سویرے مسجد کے گوشے میں آکر بیٹھ گیا جب صفیں سیدھی ہو چکیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ امامت کے لئے آگے بڑھے اور جوں ہی نماز شروع کی فیروز نے دفعتاً گھات میں سے نکل کر چھ وار کیے جن میں ایک ناف کے نیچے پڑا دنیا نے اس دردناک ترین حالت میں خدا پرستی کا عجیب نظارہ دیکھا اس وقت جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے قدموں پر گر رہے تھے آپ نے

باقی ص ۲۷ پر

وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستوں میں تبلیغ کی ضرورت

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، پی ایچ ڈی (فقہ)

روسی قیصریت کا عظیم الشان قصر آناً فاناً کھوکھلا ہو کر پیوند خاک ہو گیا۔ یا اشتراکیت کا چنگھاڑتا ہوا دیو استبداد اپنی موت مر گیا۔ سوویت یونین اس طرح برباد ہوا کہ یہ ایک معجزہ سے کم نہیں۔ جور و استبداد اور بدعنوانیوں کا دور ختم ہوا۔ سوویت یونین ایک سپر پاور تھا۔ قراقرم کی تپتی ہوئی ریت، بحر آرکٹک میں بہتی ہوئی برفانی چٹانیں، بحر الکاہل کے صنوبر کے درختوں میں چھپے ہوئے ساحل، بحر الکاہل کے جزیرے، بے برگ و گیاہ اور برف پوش ٹنڈرا، کئی مہینوں کی طویل قطبی راتیں، نیم ریگستانی اور ریگستانی منطقے، کریملن کی دندانے دار بھوری سی سرخ دیواریں اور ماسکو کا لال چوک اس وسیع و عریض ملک کی جلالت کا عکاس تھا۔ اس ماحول کی کوکھ سے غنڈہ گردی اور جنسی بے راہ روی اور افلاس اور بیماریاں پیدا ہوئیں۔ ایسے لاتعداد گھرانے دیکھنے میں آتے تھے اور ایسی جھونپڑیوں پر نظر پڑتی تھی جہاں زندگی بسر کرنے والے مجبور انسان چوپایوں سے بھی بدتر انداز میں رہ رہے تھے۔

تاریخی پس منظر

سوویت یونین پندرھویں صدی کے آغاز میں صرف ۱۴۰ مربع میل پر محیط تھا۔ ۱۹۹۱ء میں اس کا رقبہ ۸۶۴۳۲۵۰ مربع میل (مربع کلومیٹر ۲۲۴۰۲۲۰۰) تک پھیل چکا تھا۔ رقبے کے اعتبار سے یہ دنیا کا سب سے بڑا ملک بن چکا تھا۔ اس کا رقبہ پاکستان سے ۲۸ گنا زیادہ تھا۔ کریملین نے ۱۴۸۱ میں مسلم دنیا کی سب سے بڑی ریاست سائبیریا پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۲۸ء کے وفاقی آئین کے تحت روس، یوکرائن، بیلو روس، ازبکستان، آذربائیجان، تاجکستان، قازقستان، جارجیا، لتھوانیا، مالدیویا، کرغیزیا، آرمینیا، ترکمانستان اور استونیا پر مشتمل تھا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد روسی سامراج نے تقریباً تمام مشرقی یورپ اور ایشیا کے کچھ حصوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کم و بیش گیارہ ممالک کلی یا جزوی طور پر روس کی طفیلی ریاستیں تھیں جن کا رقبہ ۵ ملین مربع میل تھا اور آبادی تہتر کروڑ دس لاکھ سے زائد تھی۔ دنیا کی آبادی کا ۳۵٪ سے زائد حصہ یعنی ۹۵ کروڑ سے زیادہ انسان سوشلزم کے عالمی نظام میں شامل تھے۔

مسلم ریاستوں پر روس کا قبضہ مختلف ادوار

(۱۵۵۲ء سے ۱۹۰۰ء تک)

یہ قبضہ زار کے عہد میں ہوا تھا جو تین ادوار پر مشتمل ہے۔

i۔ پہلا دور (۱۵۵۲ - ۱۷۰۵): اس دور میں ایوان نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۵۸۴ء میں فوت ہوا۔

ii۔ اس کے بعد زار فیوڈور نے مسلمانوں پر لاتعداد ظلم کئے۔ یہ سلسلہ ۲ صدیوں تک چلتا رہا۔

iii۔ تیسرا دور کیتھرائن سیکنڈ کا ہے۔ یہ دور ۱۹۱۷ء تک رہا۔ وسط ایشیا کے باقی ماندہ علاقے بھی سوویت یونین کے زیر نگیں آ گئے۔

انجینیر شاہ محمود خان اپنے سفر نامے (میں نے روس میں کیا دیکھا: مطبوعہ ۱۹۸۶ء) میں لکھتا ہے کہ پہلا روسی صدر ایک انتہا پسند یہودی تھا۔ وزیر اعظم لینن کی بیوی یہودی تھی۔ اس حکومت کی پہلی پارلیمنٹ کے ۵۴۰ میں سے ۴۴۰ ارکان یہودی تھے۔ دستور ساز مجلس کا سربراہ بھی ایک یہودی تھا۔ روس میں دنیا کا پہلا اشتراکی انقلاب کارل مارکس کے افکار کا نتیجہ ہے۔ سوویت یونین کا اولین حکمران لینن تھا جو اکتوبر ۱۹۱۷ء میں کمیونسٹ روس کا چیئرمین بنا۔ کارل مارکس نے خدا کے تصور کو باطل قرار دے کر الحاد کا پرچار کیا۔ اس کے ملحدانہ افکار پر روس میں پیروی کی گئی۔

آباد شاہ پوری اپنی تصنیف میں (روس میں مسلمان قومیں: مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز۔ لاہور ۱۹۸۲ء) میں لکھتے ہیں کہ ترکستان میں ۹ لاکھ افراد قحط کا شکار ہو گئے۔ انقلاب سے پہلے خوقند کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار تھی جو ۱۹۲۶ء میں صرف ۶۹ ہزار ۲ سو رہ گئی۔ ایک ہولناک قحط پڑا۔ غلے کی درآمد پر پابندی لگا دی گئی چنانچہ (۲۱-۱۹۱۷) کے دوران ۸ لاکھ مسلمان بھوک اور عسرت سے مر گئے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ رچرڈ پائپس کی کتاب (ان دی ہارٹ آف ایشیا)

سوویت یونین میں ۱۹۲۶ء میں غیر قانونی شادیوں کو جائز قرار دے دیا گیا۔ اس طرح ایک کروڑ ۳ ہزار ناجائز شادیاں جائز قرار دے دی گئیں۔ جزیرہ نمائے کریمیا میں آق مسجد (یعنی سفید مسجد) کو ۱۹۳۲ء میں مزدوروں کے کلب میں تبدیل کر دیا گیا۔ دیگر مساجد کو سینما گھروں میں تبدیل کر دیا گیا۔ جیسے یوپاتوریا کی جامع مسجد ۱۹۳۲ء میں۔ نہ کوئی مسجد چھوڑی نہ کوئی کلیسا۔ علماء نہ ووٹ دے سکتے تھے اور نہ ہی راشن کارڈ حاصل کر سکتے تھے۔ علماء کی مکمل تطہیر کی گئی۔ انہیں قید کیا گیا اور پھانسیاں دی گئیں۔

کراسوبازار کا قید خانہ اور علماء کرام

تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو روشن اور زندہ رکھنے والے علماء کرام پر سوویت یونین نے بڑے مظالم ڈھائے۔ ۱۹۳۰ء میں ایک مسجد بھی کھلی رکھی گئی۔ کراسوبازار کا قید خانہ اماموں، خطیبوں اور علماء عظام سے بھرا پڑا تھا۔ دسمبر ۱۹۳۷ء میں کراسوبازار کے قید خانہ میں مندرجہ ذیل مشہور علماء کرام قید کئے گئے۔ صرف تفصیل کے لئے چند علماء کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

الحاج قفادار مظفر : عمر ۸۰ سال

سید خلیل شلبی اوغلو : عمر ۹۰ سال

شیخ محمد خواجہ احمد : عمر ۷۰ سال
(قرم کے مشہور استاد)

شیخ زادہ عبدالمجید : عمر ۷۵ سال

سوویت ملٹری جاسوسی نظام کے ذریعے مذہب کی مکمل

طور پر بیخ کنی کی گئی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ روس میں اقتدار کی خفیہ جنگ: وکٹر سفاروف۔ ترتیب و ترجمہ موسیٰ خان جلالزئی۔ الفیصل ناشران لاہور)

روسی روس کی مسلم اقلیتیں بھی انتہائی بری طرح متاثر ہوئیں۔ جیسے جمہوریہ تاتارا (۱۹۸۹ء) اور جمہوریہ باشکر اور سائبیریا کے مسلمان۔ سائبیریا اور یورپی روس میں ۷ ہزار ۸ سو مسلمان قصبے اور بستیاں تھیں اور ۱۹۱۶ء میں تاتاری ترکوں کی تعداد ۵۰ لاکھ تھی ۱۹۱۷ء کے بعد وہاں کی زبوں حالی ملاحظہ ہو:

مساجد توڑی گئیں	:	۷ ہزار ۸ سو
علماء اور اساتذہ (جنہیں شہید کیا گیا)	:	۲۵ ہزار
تاتاری ترکوں کی بستیاں جو باقی رہ گئیں	:	صرف ۲ یا ۳
وہ مساجد جن کا وجود باقی رہا (جو زائرین کے لئے رکھی گئیں)	:	۱۷ مساجد جیسے

ماسکو کی جامع مسجد، لینن گراڈ کی جامع مسجد اوفا کی جامع مسجد۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سائبیریا سے افغانستان تک۔ تالیف لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد حامد۔ (جنگ پبلشرز ۱۹۹۰ء لاہور)

سوویت یونین میں کمیونزم کے پراپیگنڈہ کے لئے کثیر التعداد لٹریچر چھاپا گیا جیسے دیویندر کوشک۔ (سوویت وسطی ایشیا: ماضی و حال۔ دارالاشاعت ترقی۔ ماسکو ۱۹۷۶ء) نیز نکولائی بیخاسوف (سوویت یونین کی سیر دارالاشاعت ماسکو) سوویت یونین میں مسلمانوں کی المناک داستان ماہ و پرروز (روزنامچہ سفر روس از حکیم محمد سعید ہمدرد اکیڈمی۔ کراچی ۱۹۸۰ء) میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ تقابلی مطالعہ کے لئے دیارِ صبح بہار۔ سوویت یونین کا سفرنامہ از جمیر ہاشمی ـــ جنگ پبلشرز ۱۹۸۹ء لاہور) میں لکھتے ہیں: ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مولانا کوثر نیازی کوہ قاف کے دیس میں۔ سوویت روس۔ جنگ پبلشرز مئی ۱۹۸۸ء لاہور) میں لکھتے ہیں:

''سوال پیدا ہوتا ہے کہ ستر سالہ اشتراکی دور میں بھی جس میں سٹالن کا بدنام زمانہ دور بھی شامل ہے، مسلمانوں نے اپنا ایمان سلامت کیسے رکھا ....؟ مسلمانوں نے کبھی کسی دور میں بھی الحاد کو ایک اعلیٰ تر نظریے کے طور پر قبول نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ اسے ایک حیوانی ذہنیت سے تعبیر کرتے رہے۔ گورباچوف نے روس میں ایک نئے عہد کا آغاز کیا ہے، اس کی وجہ سے مذاہب کو پہلے سے کہیں زیادہ آزادی کی فضا میسر آئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اسلام کا مستقبل ان شاء اللہ روس میں محفوظ و مامون رہے گا۔ روسی مسلمانوں میں نقشبندیہ اور قادریہ سلسلہ ہائے تصوف نہ صرف موجود ہیں بلکہ بحمد اللہ روز بروز فروغ پذیر ہیں؟ ـــ

شمع نظر خیال کے انجم جگر کے داغ،
جتنے چراغ ہیں تری محفل سے آئے ہیں

صحابہ کرامؓ کی تبلیغ کا یہ ثمرہ ہے کہ آج کروڑوں کی تعداد میں مسلمان نئی اسلامی ریاستوں میں موجود ہیں۔ ماسکو جیسے شہر طلسمات اور بہادر شہر (ہیرو سٹی) کہا جاتا تھا۔ آج سکڑ کر رہ گیا ہے۔ بڑے ہی طلسماتی انداز میں سوویت یونین کے ٹکڑے ہوئے۔ گورباچوف نے سوویت یونین کے ٹوٹنے پر کہا تھا۔

''آج میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہوئی''

پرسٹرائیکا کے خالق کے یہ الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ گورباچوف کے یہ الفاظ تنی چھ مندرجہ ذیل مسلمان آزاد ریاستوں کی فتح و نصرت کا پیغام تھا۔ اللہ کے فضل سے چھ کروڑ مسلمان آباد ہیں:

۱۔ تاجکستان ۲۔ ترکمانستان ۳۔ قرغیزستان
۴۔ قازقستان ۵۔ ازبکستان ۶۔ آذربائیجان

اب ان مسلمان آزاد ریاستوں پر مختصر تعارف ملاحظہ ہو۔

۱۔ تاجکستان

تاجکستان ۱۹۲۴ء میں جمہوریہ بنا تھا۔ اس کی آبادی ۵ ملین ۰۵ ہزار ہے۔ اس میں مسلمانوں کی تعداد آبادی کا ۷۰٪ حصہ ہے۔ اس میں فارسی بولی جاتی ہے۔ زیادہ تر یہاں حنفی مسلمان آباد ہیں۔ یہاں علامہ اقبال کی شاعری مقبول ہے۔ یہ ملک زراعت میں کافی ترقی کرچکا ہے۔ بجلی وافر مقدار میں پیدا کی جاتی ہے۔ پاکستان اس لحاظ سے استفادہ کرسکتا ہے۔

یہاں تاجک اور ازبک نسل کے لوگ آباد ہیں۔ سوویت یونین نے تاجکستان کو ۱۹۲۹ء میں مدغم کیا اس کا دارالخلافہ پہلے سٹالن آباد تھا۔ آج کل دوشنبہ ہے۔ سٹالن آباد اور خرج مشہور شہر ہیں۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کے مرید حضرت یعقوب چرخی دوشنبہ کے قریب گلستان نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے فارسی زبان میں تفسیر قرآن تحریر فرمائی تھی۔

۲۔ ترکمانستان

اس کا صدر مقام عاشق آباد ہے۔ یہاں ۸۰٪ مسلمان بستے ہیں ۱۳٪ روسی آباد ہیں۔ اس کی آبادی ۳ ملین ہے۔ تمام آزاد ریاستوں میں ترکمانیہ سب سے پسماندہ ملک ہے پسماندگی کے لحاظ سے یہ بلوچستان سے ملتا جلتا ہے۔ اس کا کل رقبہ ایک لاکھ ۷۱ ہزار ۴ سو ۴۹ مربع میل ہے۔ یہاں اسلام کی کرنیں حضرت بریدہ بن خصیبؓ کے ذریعے پہنچیں۔ جب آپؓ وہاں تشریف لے گئے تو اور صحابہ کرامؓ بھی گروہ کی شکل میں وہاں جلوہ افروز ہوئے۔ پھر تابعین میں عبداللہ بن بریدہ اور یحییٰ بن یعمر یہاں آباد ہوئے۔ چوتھی صدی ہجری میں یہاں علم حدیث میں قدرے کمی آئی۔ مرو نامی شہر میں حافظ محمود بن غیلان مروزی (۲۳۹ھ) نے علم حدیث کو اور زیادہ پھیلایا۔ ماسوائے ابوداؤد تمام اصحاب صحاح ستہ ان کے شاگرد تھے۔

۳۔ قرغیزستان

یہ ملک ۱۹۲۰ء میں جمہوریہ بنا۔ ۱۹۳۶ء میں اسے سوویت وفاق میں شامل کرلیا گیا۔ اس کی سرحدیں مشرق میں عوامی جمہوریہ چین سے ملتی ہیں۔ اس کا رقبہ قریباً ۷۶ ہزار ۱ سو مربع میل ہے۔ اس کی آبادی ۴۰ لاکھ ہے۔ ۵۵٪ مسلمان ہیں۔ سوویت یونین کے دور میں بشکیک دارالخلافہ رہا ہے۔ لوگوں کے نقش و نگار چینی طرز کے ہیں اس کا مشہور شہر اُوش ہے۔ مشہور عالم دین سراج الدین علی الحنفی متوفی (۵۶۹ھ) اُوش کے رہنے والے تھے۔

۴۔ قازقستان

ترکی زبان میں قزاق بہادر اور جنگ آزما کو کہتے ہیں۔ قازقستان کو آزاد ریاستوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا رقبہ ۱۰ لاکھ ۴۹ ہزار ۳ سو ۷ مربع میل ہے۔ سوویت یونین کے دور میں دارالخلافہ الماتی رہا۔ ۱۹۲۰ء میں قازق ترکوں نے اپنی جمہوریہ کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۳۶ء میں روس نے اس پر قبضہ کرلیا۔ ترکستان میں اسلام کی روشنی ۵۶ھ میں پہنچی تھی۔ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں فاتح اسلام قتیبہ بن مسلم باہلی نے ۸۶ھ میں قازقستان

پر لشکر کشی کی۔ آخر کار ۱۰ سال کی جدوجہد کے بعد ۷۱۵ء میں مکمل ترکستان پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند کی پہلی مسجد قتیبہ بن مسلم نے تعمیر کروائی تھی۔

۹۶۰ء میں نامور قبیلے ایلخان کے امیر عبدالکریم نے ابن نصر کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ۱۰۴۳ء میں ایک ہی دن میں تاشقند اور فاراب کے اندر دو لاکھ خاندانوں نے اسلام قبول کیا۔ (ملاحظہ ہو ڈاکٹر عبدالرحمان کی مصری: المسلمون فی العالم الیوم۔ جلد ۳ ص ۸۰)

یہاں کے لوگوں کو عربوں سے اس قدر محبت ہو گئی کہ انھوں نے رُورخانی رسم الخط کو چھوڑ کر عربی رسم الخط اپنا لیا۔ یہ عربوں سے محبت کا ثبوت تھا کہ یہاں کے لوگوں نے عربی کو بطور سرکاری زبان قبول کیا۔ عدالتوں میں بھی عربی رائج ہوئی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ قازقستان سوویت یونین کی سب سے بڑی چراگاہ تھی۔ یہاں کی زراعت بھی قابل ذکر ہے۔ اچھی نسل کے مویشی یہاں پالے جاتے ہیں۔ اس علاقے میں پٹرولیم بھی کافی مقدار میں موجود ہے۔ بھاری صنعت بھی یہاں موجود ہے۔ ایٹمی ہتھیاروں کا مرکز بھی ہے اور خلائی سیارہ چھوڑنے کا مرکز بھی۔ قازقستان روس کا نیوکلیئر سنٹر بھی رہا ہے۔

۵۔ ازبکستان

اس کا رقبہ ایک لاکھ ۴۳ ہزار مربع میل ہے۔ ۱۹۷۰ء میں آبادی ۸۵ لاکھ تھی جن میں ۸۸% مسلمان تھے۔ یہاں زیادہ تر ازبک قوم آباد ہے۔ اس کے ۹ صوبے رہے ہیں جن میں فرغانہ، اندجان، خوقند، تاشقند اور بخارا بہت مشہور ہیں۔ اس کا دارالحکومت تاشقند ہے۔ اصول الشاشی کے مصنف امام ابوبکر بن اسماعیل شاشی کا تعلق اسی ملک سے تھا۔ مشہور محدث حاکم نیشاپوری (م ۴۰۵ھ)، ابوعبدالرحمن سلمی، اور مشہور شافعی بزرگ حافظ ابن مندہ (م ۳۹۵ھ) امام شافعی کے شاگردوں میں سے تھا۔ قدیم زمانے میں تاشقند مسجدوں کا شہر کہلواتا تھا۔ سب سے بڑی مسجد شیلہ مسجد کہلواتی تھی۔ تیمور لنگ نے سمرقند کو بطور دارالسلطنت کے استعمال کیا۔ اُس نے اپنی دوسری بیوی کے نام سے مسجد بی بی خانم بھی بنوائی۔ سمرقند میں امام الہدیٰ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (م ۳۷۳ھ) اور علم خلافیات کے موجد ابوزید دبوسی سمرقندی (م ۴۳۰ھ) مشہور تھے۔ حافظ رجاء کا تعلق بھی اس خطے سے تھا۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ اُن کے شاگرد تھے۔ بخارا کا دامن بھی اسلامی آثار اور قدیمی عمارتوں سے مالا مال ہے۔ مسجد کلاں، مینار کلاں، مسجد مصلیٰ، اور مسجد مغنی علاء بہت مشہور ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بانی

خواجہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) بھی اس جگہ آرام فرما ہیں۔ آپ صاحب الجامع الصحیح تھے جو حدیث کی مستند کتب میں سے ہے۔ انھیں چھوٹے ابوحنیفہ بھی کہا جاتا ہے۔ مشہور فقیہ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بلخ کے تھے اور بخارا میں فوت ہوئے۔ (م ۳۴۲ھ) شمس الائمہ عبدالعزیز احمد الحلوانی (م ۴۴۸ھ) اہلِ بخارا کے امام کہلاتے ہیں۔ قاضی خانؒ (جنہوں نے فتویٰ قاضی خان تحریر کئے) کے اُستاد ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل الصفار کا تعلق بھی بخارا سے تھا۔ قاضی خانؒ بذاتِ خود فرغانہ کے قصبہ اوزجند کے رہنے والے تھے۔ مشہور حنفی مکتبِ فکر کی کتاب کتاب الہدایہ کے مصنف حافظ علی بن ابوبکر مرغینانی بھی فرغانہ کے رہنے والے تھے۔ ان کی وفات ۵۹۳ھ میں ہوئی۔ ان کی کتاب الہدایہ کا انگریزی ترجمہ چارلس ہملٹن نے کیا تھا۔ شمس الائمہ امام سرخسیؒ جنہوں نے مشہور کتاب المبسوط تحریر فرمائی تھی اُن کا تعلق بھی اسی علاقے سے تھا۔ محدث محمد بن محمود خوارزمی (م ۶۶۵ھ) کا تعلق بھی اسی خطے سے تھا۔ ابونصر فارابی (۸۷۳ء ۔ ۹۵۰ء) کا تعلق دریائے سیحون میں واقع ایک وادی فاراب سے تھا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ سوویت یونین کے سونے کے ۴۰% ذخائر یہاں موجود تھے۔ اب بھی اس دولت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

۶۔ آذربائیجان

اس کا رقبہ ایک لاکھ ۴۴ ہزار کلومیٹر ہے۔ اس کا شمالی حصہ سوویت یونین کے قبضے میں تھا۔ جبکہ جنوبی حصہ ایران میں شامل تھا۔ اس کی آبادی تقریباً ایک کروڑ ہے جن میں ۸۰% مسلمان ہیں۔ اس کا صدر مقام باکو ہے۔ یہاں شرح خواندگی ۱۰۰% ہے۔ یہ علاقہ کپاس اور پھلوں کے باغات کے لئے مشہور ہے۔ کراباخ اس کا ایک اور مشہور شہر ہے۔ آذربائیجان میں ۶۰% ترک اور ۱۰% عرب اور ایرانی آباد ہیں۔ ترکی اور ایران سے اس کے گہرے نسلی، لسانی اور ثقافتی رشتے ہیں۔

آذربائیجان میں اسلام کی کرنیں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ مبارک میں پھیلیں تھیں۔ پہلے بکیر بن عبداللہ کی قیادت میں لشکر بھیجا گیا پھر عقبہ بن فرقد کی قیادت میں فوجیں آذربائیجان میں کامیابی سے ہمکنار ہو کر داخل ہوئیں۔ (۱۲۱ھ) میں اُموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے اس علاقے میں خود تبلیغ کروائی۔

شمالی قوقاز کا کیشیا (کوہ قاف) جمہوریہ داغستان کا حصہ تھا۔ داغستان ۲۲ھ میں خلافتِ راشدہؓ کے زیرِ نگیں آگیا۔ یہاں شاشانی قبیلہ نے اسلام قبول کیا۔ کافی عرب خاندان یہاں بسے۔ ساتویں اور آٹھویں صدی میں شاشانی علماء اور صوفیاء نے خوب دینِ اسلام کی ترویج کی۔ ۱۸۵۹ء میں قوقاز پر مکمل روسی قبضہ ہو گیا۔ آخر کار آذربائیجان ۱۷ اگست ۱۹۳۱ء کو روس کے سرخ استعمار کے چنگل میں چلا گیا۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے دوران ۳۰ مارچ ۱۹۱۸ء سے یکم اپریل ۱۹۱۸ء تک ۳ دن میں ۱۸ ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ عربی رسم الخط معدوم ہو گیا۔ (۱۹۲۹ - ۳۸ء) کے دوران ایک لاکھ بیس ہزار علماء اور تعلیم یافتہ اشخاص کو قتل کیا گیا بعد ازاں روسی رسم الخط رائج ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں حاجی محمد ابراہیم شیخ، حاجی بلیال اور حاجی علی بشمات جیری جیسے شیدانِ رنگیں قبا گولیوں کا نشانہ بنے۔ علماء کو آذربائیجان میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ روسی لیڈر ریزیروف کے عہدِ استبداد (۱۹۲۹ - ۳۸ء) میں مجموعی آبادی کا ۹% حصہ تہ تیغ کر دیا گیا۔ آذربائیجان کی دردناک صورتِ حال کا اندازہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔

مساجد کی قفل بندی

۱۹۲۵ء ــــــ ۲۸ مساجد بند ہوئیں۔

۱۹۲۶ء ــــــ ۳۶ مساجد بند ہوئیں۔

۱۹۲۸ء ــــــ ۱۱۶ مساجد بند ہوئیں۔

۱۹۲۹ء ــــــ ۲۱۳ مساجد بند ہوئیں۔

۱۹۴۰ء تک ــــــ ۳۸۵۰ مساجد بند ہوئیں۔

مساجد کو مُرغ اڈوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ بعض

مساجد کو منہدم کر دیا گیا اور بعض کو اصطبل بنا دیا گیا۔ ۱۹۲۱ء میں شمالی قوقاز کی زبوں حالی ملاحظہ ہو:

کل مساجد (۱۹۲۱ء میں) : ۴ ہزار

کل امام (۱۹۲۱ء میں) : ۱۰ ہزار

کل دینی مدارس اور دارالعلوم (۱۹۲۱ء میں) : ۲ ہزار

۱۹۴۳ء دین کا موسم خزاں :

بقایا مساجد : ۱۵۰

بقایا امام : ۱۵۰

مساجد کو شہید کر دیا گیا۔ دینی مدارس اور دارالعلوم تہس نہس کر دیئے گئے۔ علماء، طلباء اور ائمہ کرام کو شہید کر دیا گیا۔ اسلام کے یہ گلہائے رنگ رنگ سے لدے ہوئے اور مزین گلستان اُجڑ گئے۔ علماء اور طلباء خزاں کے پتوں کی طرح بکھر گئے۔ یہ گلستان اجڑ گئے۔ یہ خوبصورت چمن بری طرح لٹ گیا۔ ہر طرف ویرانی نے ڈیرے ڈال لئے اور وحشت اور بربریت خیمہ زن ہو گئی۔

روس کے آرتھوڈاکس چرچ

نہ صرف اللہ کے گھر (مساجد) لٹیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلیسا بھی اُجڑ گئے۔ روس کے آرتھوڈاکس چرچوں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ روس کے کلیساؤں میں بھی خاک اُڑنے لگی اور مذہبی رونقیں اُجڑ گئیں۔ مذہب دشمن روسی استعمار نے اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی بھی بیخ کنی بُرے طریقے سے کی۔

مسجدیں رہیں نہ نمازی رہے۔ یہاں مسلمانوں پر مکمل طور پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ عیدین پر پابندی، ختنہ پر پابندی، تجہیز و تکفین کی رسوم پر پابندی، حج پر پابندی اور قرآن حکیم کے نسخوں پر پابندی۔ قرآن حکیم کی گھروں میں بھی تلاوت ممنوع کر دی گئی۔ (بحوالہ اخبار روس، شمارہ ۳۴ بابت ۱۹۷۰ء مضمون وادانن جیری گوباگی)

وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں میں تبلیغ کی ضرورت، چند تجاویز

تاس کے مطابق ۱۹۵۵ء میں خروشیف کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ایک خفیہ رپورٹ شائع ہوئی۔ اس رپورٹ کے مطابق ۳۳ سال (۵۴-۱۹۲۱ء) کے عرصے کے دوران ہر سال اوسطاً ۲۰ ہزار افراد کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ انقلاب کو ناکام بنانے کی کوشش کے الزام میں ۳۰ لاکھ ۷۷ ہزار ۳ سو ۸۰ افراد پر مقدمات چلائے گئے۔ عام عدالتوں میں دس لاکھ سے بھی کم افراد پر مقدمات چلائے گئے۔ روسی کمیونزم کی زد میں ہلاک ہونے والوں کی مکمل تعداد اڑائی کروڑ سے چار کروڑ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ (بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور۔ ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء)

وسطی ایشیا کی چھ آزاد ریاستوں آذربائیجان، قازقستان، تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان اور قرغیزستان کے ساتھ ہمارے ماضی کے گہرے دینی اور ثقافتی رشتے ہیں۔ ان ممالک میں چھ کروڑ سے زائد بسنے والے مسلمانوں سے پہلا دینی اور ثقافتی رشتوں کا سلسلہ جوڑنا ہوگا۔ ہمارے آئمہ اسلام، ترمذی، زمخشری، امام سرخسی، فارابی، ابن سینا اور خواجہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ انہی خطوں سے تھے۔

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

پاکستان نے افغان جہاد کے ذریعے وسطی ایشیا کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔ پندرہ لاکھ افغانیوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اب ہمیں اس وسطی ایشیا کے ممالک کو اپنے قریب لانا ہوگا اور انہیں یہ احساس دلانا ہوگا کہ

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

وسطی ایشیا کے ممالک کے ساتھ ہمیں تعاون کرنا ہوگا۔ دین اسلام کی ترویج اور اشاعت کے لئے ہمیں مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کرنا چاہئے۔

۱۔ قرآن حکیم اور احادیث کی ویڈیو کیسٹیں

ہمیں قرآن حکیم کے تراجم اور احادیث شریف کی آڈیو ان ممالک میں فوری طور پر بھیجنی چاہئیں۔ تاکہ تقریباً سوا سو سال کی برین واشنگ کا اثر ختم ہو اور دین اسلام پھیلے۔

۲۔ نوجوانوں کیلئے مختصر تربیتی کورس

وسطی ایشیا کے ممالک میں بسنے والے مسلمان نوجوانوں کو پاکستان میں مختصر تربیتی کورس کروائے جائیں۔ جن میں اسلام کے بنیادی عقائد اور ارکان کی تعلیم دی جائے۔ قرآن پاک اور احادیث کے متعلق بھی کورس ہوں۔ سعودی عرب اور دیگر ملحقہ ممالک میں بھی یہ کورس جاری کئے جا سکتے ہیں۔

۳۔ دارالترجمہ

پاکستان میں ایک دارالترجمہ قائم کیا جائے تاکہ ان وسطی ایشیا کے ممالک کی زبانوں میں اسلام کا لٹریچر شائع کیا جائے۔ ان میں بسنے والے مسلمانوں کی تعداد ۶ کروڑ ہے۔ ۱۰ ہزار کی آبادی کے لئے ٹیپ ریکارڈر کا ایک سیٹ کافی ہوگا ان میں دینی لٹریچر ریکارڈ کیا جائے۔ آبادی کے تناسب سے ۶ ہزار سیٹ درکار ہیں۔ اس طرح کل تخمینہ ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے ہے۔ مخیر حضرات علماء کی تنظیمیں اور حکومت مل کر یہ کام سرانجام دے سکتی ہے۔

۴۔ ازبک زبان میں تراجم اور پشاور

پشاور میں ایسے علماء موجود ہیں جو ازبک زبان جانتے ہیں ان کی خدمات حاصل کر کے ازبک زبان میں دینی لٹریچر شائع کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ فارسی تراجم

آذربائیجان اور دیگر ملحقہ ممالک میں فارسی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ فارسی زبان میں لٹریچر شائع کر کے وہاں تبلیغ کے لئے بھیجا جا سکتا ہے۔

۶۔ تبلیغ میں احتیاط

ان آزاد ریاستوں میں تبلیغ محتاط انداز میں کی جائے۔ یہ کام سرکاری سطح پر نہ ہو بلکہ ذاتی سطح پر ہو تاکہ وہاں کی ریاستیں اپنے معاملات میں ہماری مداخلت کو محسوس نہ کریں۔ علماء کرام کے وفود یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں۔ پاکستان سے زیادہ سے زیادہ جماعتیں ان ممالک کا دورہ کریں۔ سجادہ نشین بھی ان ممالک کا دورہ کریں تاکہ اسلام زیادہ

سے زیادہ چھپے۔ حکومت مبلغین کی امداد کرے اور لٹریچر مہیا کرے۔

۷۔ تبلیغ بذریعہ سماع

محفل سماع دلوں کو جلا بخشتی ہے۔ آذربائیجان میں بڑے شوق سے سنا جاتا ہے۔ فارسی زبان میں یہ سماع سنایا جائے اور نعت خواں حضرات نعت شریف وہاں جاکر سنائیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے بھی تو سماع کے ذریعے ہندوستان میں لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا۔ اس قسم کے کلچرل پروگرام یقیناً مفید ثابت ہوں گے۔

۸۔ وفود کا بھجوانا

ان ممالک میں مختلف وفود بھیجے جائیں جو ان کے اسکولوں اور یونیورسٹیوں کا دورہ کریں اور ان کی سوسائٹی کا مطالعہ کریں تاکہ ان ممالک کے باشندوں کی اصل ضروریات اور ثقافتی اور دینی ضروریات کا اندازہ ہوسکے۔ ان سے بارٹر سسٹم کے تحت تجارت بھی بڑھائی جائے۔ انھیں مالی امداد بھی دی جائے۔ جہاں کہیں بھی ضرورت ہو پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک پرو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے دوران گفتگو حسب ذیل تجاویز دیں:

i۔ اسلام کے اخلاقی نظام کو وہاں روشناس کرایا جائے اور اسلامی تعلیمات کے احیا کی کوشش کی جائے۔

ii۔ زیادہ سے زیادہ بارٹر ٹریڈ۔ (مال کے بدلے مال کی تجارت)۔

iii۔ تبلیغی جماعتیں زیادہ تعداد میں وہاں جائیں۔

۹۔ سعودی عرب کا تعاون

سعودی عرب کی حکومت سے رابطہ قائم کیا جائے اور یہ تجویز پیش کی جائے کہ حج کے موقع پر آنے والے زائرین جو وسطی ایشیا سے ہوں، ان کے لئے خصوصی کورس وہاں کرائے جائیں جن میں دین کی تعلیم دی جائے۔ عمرہ کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ مدینہ شریف میں واقع مجمع خادم الحرمین الشریفین لطباعۃ المصحف الشریف (قرآن حکیم اور حدیث پر کام کرنے والا ادارہ) کی خدمات حاصل کی جائیں۔ یہ ادارہ زبانوں میں قرآن حکیم کے نسخے شائع کر رہا ہے مثلاً قازقستانی زبان میں سعودی حکومت یہ نسخے لاکھوں کی تعداد میں وہاں بھیجے۔

۱۰۔ ٹورازم کا شعبہ

پاکستان میں ٹورازم کے شعبے کو چاہیئے کہ وسط ایشیا کے ممالک سے آنے والے زائرین کو خصوصی رعایت دیں۔ اسی طرح پی آئی اے بھی انھیں اسپیشل رعایت دے۔ پاکستان سے بھی وسط ایشیا جانے والے زائرین کو خصوصی رعایت دی جائے۔ تاکہ ان ممالک سے زیادہ سے زیادہ رابطہ قائم ہو۔

باقی ص ۲۶ پر

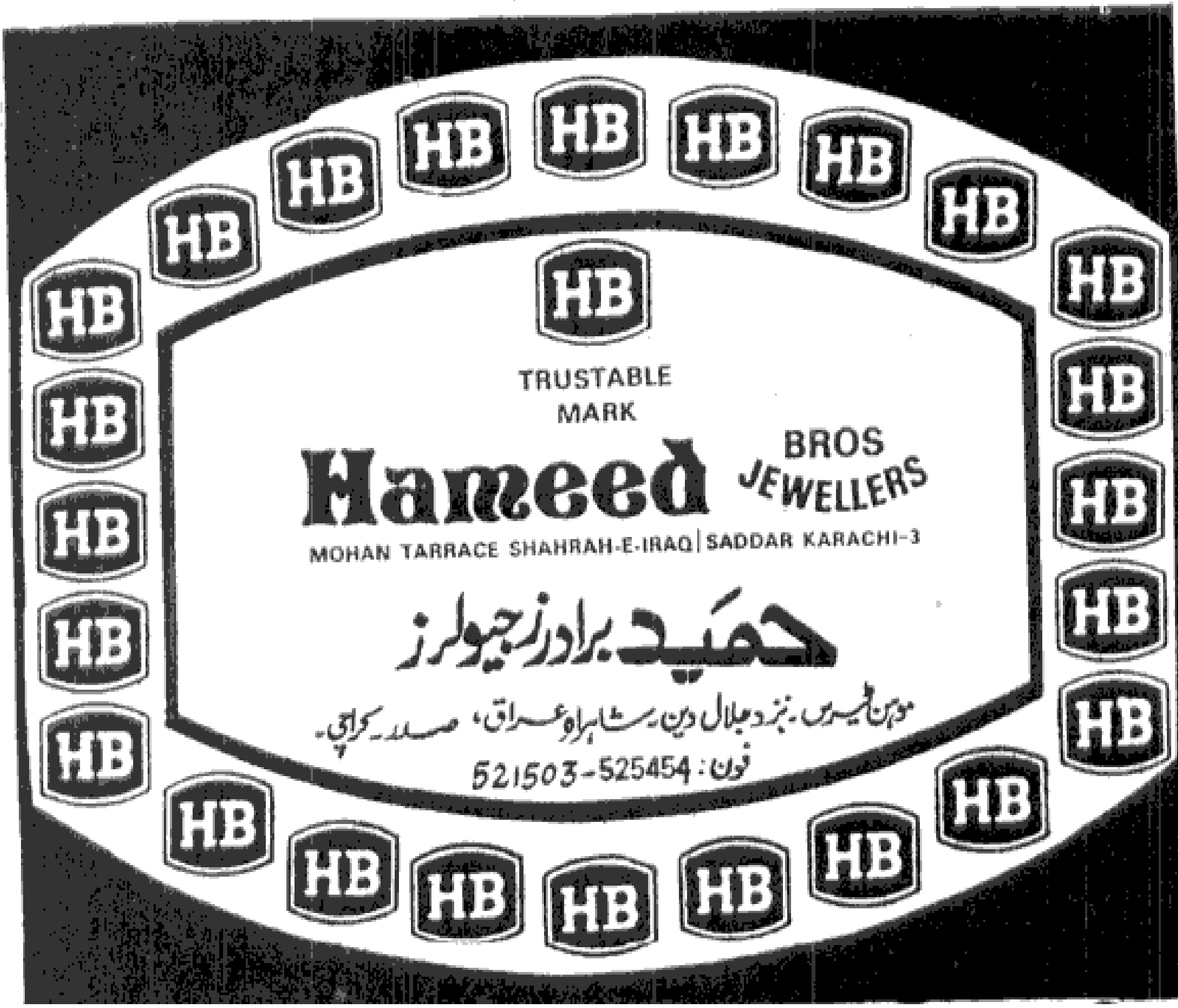

نہاد خلیفہ مرزا محمود اونٹ کی طرح مست ہو کر منہ سے جھاگ نکال کر قائدین احرار کو دھمکیوں پر دھمکیاں دینے لگا ۱۹۵۲ء کو اگر قادیانی دھمکیوں کا سال قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا ۱۹۵۲ء میں مرزا محمود بڑے زور وشور سے پڑھتا ہے پکڑیں گے اسے مار دیں گے قسم کے الہامات اور بیانات شائع کر رہے تھے یہ تو وہ مدت سے کہتے چلے آرہے تھے کہ احمدیت کو غلبہ حاصل ہوگا اور قادیانیوں کی حکومت بنے گی اور یہ بھی کہ جب ہماری حکومت بنے

تحریکِ ختمِ نبوت ۵۳ء کی یادیں

حکیم محمد اسماعیل عاصم

پاکستان بن جانے کے بعد انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام قادیانی کے چیلے سر ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ بنایا گیا جس کی کوششوں سے نہ صرف بیرون ممالک پاکستان کے سفارت خانے ارتدادی مشن کے مرکز بنے بلکہ پاکستان بھر کے تمام محکموں کی کلیدی آسامیوں پر قادیانیوں کو مسلط کر دیا گیا۔ اس سے قادیانی آپے سے باہر ہو کر کھلم کھلا لوگوں کو مرتد بنانے میں لگ گئے کسی کو نوکری کی کسی کو چھوکری کی کسی کو ٹکا کسی کو جبرًا غرضیکہ ہر قسم کی دھونس اور دھاندلی سے کام لے رہے تھے ملک بھر کے تمام محکموں کی کلیدی آسامیوں پر مسلط ہونے کی وجہ سے دوسرے تمام ملازمین مرزائی ہوتے تھے اگر کسی نے مرتد بننے سے انکار کر دیا تو اس کو نہ صرف نوکری سے فارغ کر دیا جاتا بلکہ اس پر الزامات کی بوچھاڑ کر کے جیل کی کوٹھڑیوں میں بند کروا دیا جاتا۔ قائدین احرار کو ملک بھر سے روزانہ بیسیوں خطوط اس قسم کے آنے لگے کہ مرزائی مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں اور آپ خاموش ہیں قیامت کے دن شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے؟ تو پھر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت و امارت میں علمائے حق کے قافلے نے ملک کے طول و عرض میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کر کے قادیانیوں کے عقائد و عزائم سے پردہ اٹھایا تو مسلمان قادیانیوں سے نفرت کرنے لگے اس سے قادیانیت پر بوکھلاہٹ طاری ہوگئی سر ظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ و دیگر تمام کلیدی آسامیوں پر مسلط مرزائی حدود سے آگے بڑھ کر مرزائیت کی پشت پناہی کر رہے تھے اس لئے قادیانیوں کے نام

نقشِ فاروقی

پیش ہیں اب حضرت فاروقؓ کی پالیسیاں،
مدح خوان و خوشہ چیں جن کی ہے دنیا آج تک
ہوگئی جن سے خلافت اُن کی مقبول جہاں
کاش ہم کو بھی میسر آسکے اُن کی جھلک
پاک ہو جائے انہیں اپنا کے وہ پاکستان!
ابن مؤید جس کی بنیادوں کے ساتوں آسماں

○

انتخابی پالیسی کو خشت اول جانیے
ہو اگر ہر سطح پر یہ مستقیم و استوار
اُٹھ گئی اس کے کسی رو سے میں گر کوئی کجی
راست تعمیر کی کا اک لیول اسے گردانیے
جائے گا بے شک ہی عاشریا محکم محزونِ اقتدار
تا فلک شریا کجی چلی جائے گی بنیادی کجی
"جس کے دل میں خواہش منصب ہو وہ نا اہل ہے"
(غیر طالب اہلیت والا ہی بس اہل ہے)

○

منتخب ہو کر عمرؓ آئے اسی معیار پر
کار کن اپنے وہ رکھتے تھے اسی معیار پر
ہوتی ہے منصب کی خود خواہی خودی کے واسطے
ہوتی ہے منصب کی ناخواہی خدا کے خوف سے
جس کو رازق بے طلب منصب عطا فرمائے گا
کامیابی کے بھی ڈنکے اس کے خود بجوائے گا
اے عمرؓ فاروق امیر المؤمنین بے طلب
آپ کو جب خود خدا ہی نے کیا ہے منتخب
دین و دُنیا میں نہ پھر کیوں آپ کا ڈنکا بجے
کیوں نہ پھر فخر خلافت آپؓ کو دُنیا کہے

○

[مر گیا بھوکا کوئی کُتّا کسی ساحل پہ بھی
باز پرس اس کی بھی مجھ سے حشر میں کی جائے گی]

○

اے خودی کے تاجدارو! کیا تمہاری اپنی بھوک
انتہا میں لے سکے گی جنگلی کُتّوں کی بھوک؟
آخرت کی کوئی دھڑکن ہے تمہارے قلب میں؟
حشر کا بھی کوئی حصہ ہے تمہارے کرب میں؟
کیا پتا ہے کبھی یاد آئے وہ روزِ حساب
جو امیر المؤمنین کے سامنے تھا بے نقاب؟
خواب میں بھی تم نے دیکھا ہے وہ عجز و انکسار
جس پہ آ آ ہوا کرتے تھے قیصر ان طرح وار
سوچ بھی سکتے ہو کیا (؟) تاآنکہ عقل و ہوش
ہم عمل کرنے لگا پھر کوئی پیوند پوش

○

یہ نہیں ممکن۔ تو کیا پھر آپ اہرامِ خودی
صرف اونچی کرسیاں شاہ و آقا ابلیس کی
بہ نسبت فاروقؓ کو تختِ ابلیس کیا؟
ولد بولیں میں ہے ان کی شہی۔ افلاک سے وہ ماورا

○

["اس گھڑی دنیا میں کیا محشر بپا ہوگا خدا!"
"ہوگا جب بندوں پہ آقاؤں کو حق ترجیح کا"]

گی تو موجودہ مسلمانوں کی حالت پر جو ہڑول چار دل جیسی بنا دی جائے گی لیکن ۱۹۵۲ء میں تو حد کر دی ۱۵ر جولائی ۱۹۵۲ء کے الفضل میں شائع کرایا گیا کہ وقت آن پہنچا ہے کہ قادیانی مبلغوں کے خون کا بدلہ لیا جائیگا

یہ اعلان "خونی ملا کا آخری درق" کے عنوان سے شائع ہوا۔ ملا عطاء اللہ شاہ بخاری کا ملا بدایونی ملا شفیع ملا احتشام الحق اور پانچویں مولانا مودودی ان پانچ علماء کرام کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا اور ان کا تذکرہ بڑے ہی حقارت آمیز طریقہ سے کیا گیا۔ مرزا محمود نے یہ بھی اعلان کر دیا بلکہ ایک گونہ اپنی جماعت کو حکم دیا کہ ملک میں ایسے حالات پیدا کر دو کہ ۱۹۵۲ء سے پہلے پہلے دشمن تمہارے قدموں میں گرنے پر مجبور ہو جائے یہ اعلان بھی الفضل میں شائع کرایا گیا غرضیکہ یہ پورا سال اپنے مخالفین پر بجلیاں گرانے آگ برسانے یا تھیوں کے پیروں تلے روندوانے اور تہس نہس کر دینے کی مواعید میں گزرا لیکن عجیب اتفاق ہے کہ یہ سال مرزا محمود کی پیش گوئیوں کے برعکس خیریت سے گزر گیا ان پانچوں علماء کرام میں سے کوئی بھی نہ تو صلیب پر چڑھایا گیا اور نہ تختہ دار پر لٹکایا گیا اور نہ ہی کسی کی کھال اتارے جانے کا مژدہ جانفزا ربوہ پہنچ سکا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں مرزا محمود کو کہا کہ اگر ۱۹۵۲ء تیرا ہے ۱۹۵۳ء میرا ہے قادیانیوں کی بڑھتی جارحیت کے پیش نظر ملک کے طول و عرض میں طوفانی دورے کر کے تمام مذہبی جماعتوں کو متحد کر کے مجلس عمل ختم نبوت بنائی گئی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء جمع تھے۔ حکومت سے حسب ذیل مطالبات کیے۔

(۱) چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے الگ کر دیا جائے۔

(۲) مرزائیوں کو الگ اقلیت قرار دیا جائے۔

(۳) سرکاری محکموں کے مرزائی افسروں پر یہ پابندی عائد کی جائے کہ وہ اپنے سرکاری عہدہ کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں میں مرزائیت کی تبلیغ نہ کریں۔

مذکورہ بالا مطالبات وزیر اعظم پاکستان ناظم الدین کو ملاقاتوں میں بارہا پیش کیے اور بڑی بڑی کانفرنسوں میں دہرائے گئے۔ عرضداشت بنا کر پیش کی گئی لیکن حکومت دجل و فریب منافقت کذب بیانی اور مجرمانہ غفلت کر کے ٹال مٹول سے کام لیتی رہی مجلس عمل نے ایک ماہ کی میعاد کا نوٹس دیا لیکن پھر بھی حکومت نے مطالبات پورے نہ کیے بلکہ قادیانیوں کی سازش کا شکار ہو کر تمام قائدین کو گرفتار کر لیا قائدین کا گرفتار ہونا تھا کہ ملک میں حکومت کے خلاف غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی ملک بھر میں جلسے جلوس ملک گیر تاریخ ساز ہڑتالوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس ہمارے دور کے اکثر جہاں دستان دہر
لے کے آجاتے ہیں اک طوفان برق و گرد باد
کرتے ہیں کوشش کہ آقاؤں پہ آ آئی ٹلے

ملک و قت کے تقاضوں سے کمل بے خبر
اک قیامت خیز شور مردہ باد و زندہ باد
حق ہے مزدوروں کا آخر بھی کوئی کرسی ملے

کیا خبر ان کو کہ ان کی پشت پر ہیں بیٹھے
بات جو کرنے کی ہوتی ہے وہ کی جاتی نہیں

جو انہیں میدان میں لاتے ہیں صرف اپنے لیے
بات جو نعروں میں اڑ جاتی ہے کی جاتی نہیں

ہے مساوات حقیقی نام ایسے عدل کا !
جو مسلم بردار ہو لافضل اور لافضل کا !

"کلکم ابناء آدم" اور آدم از تراب
خندۂ امواج کو امواج سے مت کر جدا
عدل فاروقی سے ہٹ کر جو مساوات آئے گی

ایک ہی دریا کے وارث ہیں حباب و موج آب
وہ بھی ہر آن فنا ہے یہ بھی ہر آن فنا
حشر ہی حشر اور قیامت ہی قیامت لائے گی

"اہل حاجت کی دعا اللہ تک نہ جانے دوں"
"ہاتھ اٹھنے نہ دوں۔ یا راستے میں روک لوں"

جس کفالت کے عزائم اس قدر ہوں ارجمند
جو وظیفہ شب کے سناٹوں میں یہ سنا پھرے
کان میں پڑ جائے جب فریاد حاجت مند کی
لوگ سے امداد اس کی فوراً اس انداز سے

کر دعا یا کی دعاؤں تک پہ جا ڈالیں کمند
مانگتا ہے کون چھپ چھپ کر دعا اللہ سے
کانپ اٹھیں اس کے احساسات فرض منصبی
پھر کبھی نوبت دعاؤں کی نہ اس کو آسکے

جس کی جاسوسی ہو حاجت شناسی کے لیے
جس کے کارندے بھی مامور ہوں اس بات پر
ان کے دروازوں پہ دربانوں کا ہونا جرم ہو
حکم ہو یوں کہ کھلے صحنوں میں وہ بیٹھا کریں
تکیہ پیچھے ہے دھرا کہ اونچ کم ہر ایک شہ دار
زیب دیتا ہے اسی کو، گر وہ یہ دعویٰ کرے

جس کے دل و قف ہوں حاجت روائی کیلئے
کھول کر رکھیں شب و روز اپنے ایوانوں کے در
ان کا غفلت میں کسی بھی وقت سونا جرم ہو
چار دیواری بھی نہ گرد اپنے خواہ کریں
اور یا سئے دعا اپنا بدون انتظار !
"میں بجوں نہ شادر گر دانا کیا اس کے لیے "

"اہل حاجت کی دعا میں عرش تک نہ جانے دوں"
"رہا جنہیں اٹھنے نہ دوں۔ یا راستے میں روک لوں"

ہو سکے تو تیر دل ہی سے سمجھ لوں سطوت میں
لے مرے ہم ام فرشتو! آؤ میرا ساتھ دو!
منعکس ہونے لگے جس پر جہان آرزو

بام و در کو دیکھتے ہی اخذ کر لوں حاجتیں
آئینہ ایسا بنا دو قلب کے زرنگار کو
دکھ سکوں میں تا کہ فرض منصبی کی آبرو

چشم بینا سے گر مخفی ہے تیری کائنات
بات ایک کی قسم ہے اور آپ کے محبوب نے
اور ان الفاظ پر ایمان لے آیا تھا میں

روز روشن تو بتا سکتے ہو میرے دل کی بات
جس میں اللہ کی تعالیٰ ملاقے کے الفاظ تھے
لاج اس ایمان کی رکھنا میرا فرض عین

اندرونی روشنی سے مجھ کو فرمایا سرفراز !
امتیاز این و آں سے رکھ مری نیت کو باز

پاکستان کا کوئی صوبہ کوئی ڈویژن کوئی ضلع کوئی تحصیل کوئی علاقہ اور کوئی گاؤں ایسا نہ ہوگا جہاں پر قادیانیوں کے خلاف جلسہ جلوس اور ہڑتال نہ ہوئی ہو ادھر حکومت نے تحریک ختم نبوت کو کچلنے کا پروگرام بنالیا ادھر مسلمانوں نے عزم کرلیا کہ جس طرح مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے مقابل حضرت صدیق اکبرؓ نے شیدایانِ ختم نبوت کے خون کی قربانی پیش کی تھی اسی طرح ہمیں بھی اس کے مماثل اور مشابہ فتنہ کے استیصال کے لئے خون بہانا ہوگا۔

مسلمان جب بھی سرکارِ مدینہ کی آبرو پر قربان ہونے کے لئے آیا ہے کوئی طاقت انتہائی جبر و تشدد کے باوجود دبا نہیں سکی مسلمان ظلم و ستم کی آندھی کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوجاتے ہیں حکومت پاکستان نے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے صرف لاہور شہر کی ۴ مارچ ۱۹۵۳ء کی رپورٹ سے حکومت کی بربریت کا صاف پتہ چلتا ہے ۴ مارچ ۱۹۵۳ء کو پورا دن جلوس نکلتے رہے اور پولیس ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتی رہی وہ خاک و خون میں تڑپ کر بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ کر گئے اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک راستہ متعین کر گئے کہ اگر قانون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس سے گریزاں ہو تو مسلمان اپنے خون جگر سے یہ فریضہ ادا کرکے دکھاتے ہیں ۴ مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں کرفیو لگا دیا گیا شہر میں پولیس نے گشت شروع کردیا پولیس کا کئی جلوسوں سے سابقہ پڑا انہوں نے دل کھول کر فائرنگ کی اور مسلمانوں نے سینے کھول کر پولیس کے مظالم کو برداشت کیا دونوں طرف سے مقابلہ جاری رہا پولیس گولیوں اور سنگینوں کے استعمال سے تحریک کو ٹھنڈا کرنے پر عمل کر رہی تھی مسلمان خون جگر دے کر تحریک کی آبیاری کر رہے تھے قدرت مسکرا رہی تھی کہ حق و باطل کے اس عظیم معرکہ میں پولیس کس طرح دنیا و آخرت کی اپنی رسوائی کا سامان کر رہی ہے بھاٹی دروازے کے قریب ایک جلوس گزر رہا تھا انتظامیہ نے کرفیو کی خلاف ورزی قرار دے کر بھون ڈالا تو لکھا بازار میں بھی گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی۔ سرکلر روڈ بیرون دہلی دروازے کے ایک جلوس پر گولیاں چلائی گئیں چوہدری محمد حسین ایس پی نے میکلوروڈ کے ایک جلوس پر اندھا دھند فائرنگ کرکے اپنے خبثِ باطن کا مظاہرہ کیا۔ نسبت روڈ پر انسپکٹر آغا سلطان احمد نے فائرنگ کی اور کئی لوگوں کے جلوس پر گولیاں چلائی اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس موچی دروازہ نے ایک اور جلوس پر گولیاں چلا کر شرفاء کے قلب و جگر کو چھید ڈالا غرضیکہ پورا شہر سراپا احتجاج تھا۔ کرفیو نافذ ہونے کے باوجود اس کا نام و نشان نہ تھا پولیس باولے کتے کی طرح شرکاء جلوس مظاہرین پر اندھا دھند فائرنگ کر رہی تھی چشم فلک نے لاہور میں حق و باطل کا یہ معرکہ دیکھا کہ حق والے کس طرح اپنے سینوں پر گولیاں کھا کر جام شہادت نوش کر رہے تھے۔ رات بھر دور دور تک ہیبت ناک شور اور اندھا دھند فائرنگ کی آوازیں آتی رہیں مسلمان آذانیں دے کر رحمت کردگار کے طلبگار تھے اور پولیس فرعون کا جدی پشتی کردار ادا کرتی رہی۔ رات کو انتظامیہ کے اجلاس میں آئی جی نے جنرل اعظم کو بتایا کہ ہزارہا گولیاں ہزارہا مسلمانوں کا سینہ چھلنی کرنے کے باوجود تحریک کو گولیوں سے کچلنا ہمارے لئے ممکن نہیں مدھم ہونے کے بجائے تحریک میں مزید شدت پیدا ہو رہی ہے۔ شدید حادثات کا اندیشہ ہے اب پولیس کی گولیوں میں جان نہیں رہی یا مسلمان کا ایمان اتنا سخت جان واقع ہوا ہے اب فوج کو توپ تفنگ سمیت رہی سہی کسر نکالنے کے لئے میدان میں آنا چاہئے بھارت کی سرحد پر ہتھیار کے بجائے مسلمانوں کے سینوں کو میدان کارزار بنا کر ان کو لالہ زار بنایا جائے ادھر مسلمان اپنی جانوں پر کھیل کر ثابت کر رہے تھے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا رشتہ اتنا مقدس رشتہ ہے کہ اس میں مال و عزت و آبرو اولاد تو درکنار جان بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ انتظامیہ کے فیصلہ پر فوج نے عمل کرنے سے انکار کر دیا تو پھر فوج میں جو قادیانی افراد تھے ان سے کام لیا گیا ان کو کم پایا تو ربوہ سے قادیانیوں کی فورس فرقان بٹالین کو لاہور منگوا کر فوجی وردی پہنا کر مسلمانوں کا قتل عام کرایا گیا اس قتل عام کے بعد بھی جب تحریک ناکام نہ ہوئی تو مارشل لاء نافذ کر دیا تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں تقریباً بیس ہزار افراد شہید ہوئے کئی لاکھ افراد معذور ہوئے اور کئی لاکھ کو جیل کی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا گیا اگر ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک نہ چلتی تو اب پورا پنجاب مرتد ہو گیا ہوتا اور پاکستان میں قادیانیوں کی حکمرانی ہوتی اسی تحریک کی برکت ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا انہی کی قربانیوں کے صدقے قادیانیت آج گالی بن کر رہ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو جنت الفردوس عطا فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ ہفت روزہ بہاولنگر)

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

سُنارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر : ۲۳۵۰۸۰

خدا سے جنگ

پریس کانفرنس

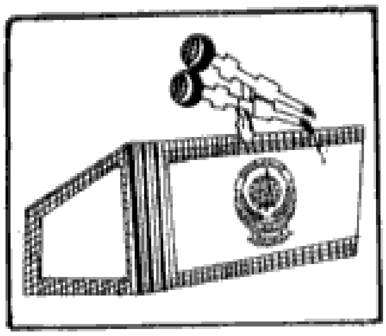

رعایت اللہ فاروقی

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کے ایک غیر اسلامی مگر مسلمان وزیر مملکت برائے اقتصادی امور سردار آصف احمد علی کی زبان کا شر بے مہا ہو گیا ہے اور صد یہ ہے کہ بظاہر اسلام کے غم میں گھل نے والی حکومت کے ایسے ہی وزیر اعظم جناب میاں محمد نواز شریف نے بھی انہیں کھلی چھوٹ دے رکھی ہے اور یوں ان کی زبان کا یہ بدمست شتر اسلام اور اسلامی نظام کے تقدس کو نہایت بے رحمی سے پامال کر رہا سردار آصف اپنے بیانات میں " سود " کو بنیادی موضوع بنائے ہوئے ہیں یہ مسئلہ خاص طور پر اس وقت سے بہت زیادہ اچھالا جانے لگا ہے جب شرعی عدالت نے ملکی معیشت کو سود کی لعنت سے آزاد کرنے کیلئے اپنا تاریخ ساز فیصلہ صادر کیا .... اسی فیصلے کا صادر ہونا تھا کہ حکومت کے وزراء کا حماقتوں کا آغاز کرنا تھا اولاً حکومت نے اعلان کیا کہ ہم اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کریں گے. پھر اچانک خیال آیا کہ ہم تو اسلام کے نام پر ووٹ لے کر آئے ہیں یوں ہماری یہ حرکت تو اسلام سے کھلی دشمنی اور اسلام میں عدم دلچسپی کا ثبوت ہوا چنانچہ بادل نخواستہ حکومت یہ اقدام (فوراً) نہ کر سکی دوسری حماقت محترم وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے یہ ارشاد فرما کر کی کہ شرعی عدالت نے سود پر پابندی تو لگا دی مگر اس کا متبادل پیش نہ کر سکی اب اس صاحب عقل وزیر کو یہ کون بتلائے کہ عدالتیں فیصلے صادر کرنے کے لیے ہوا کرتی ہیں کسی نظام کی کسی شق کو مسترد کئے جانے پر اس کا متبادل پیش کرنے کے لئے ارباب اقتدار ہی قومی خزانے پر بوجھ ہوتے ہیں شاید یہ وزیر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ یہ خود گھر پر بیٹھ کر مفت تنخواہ اور مراعات وصول کرتے رہیں اور عدالتوں کے جج حضرات ان کی ذمہ داریاں پوری کر دیا کریں ایسے میں کوئی بعید نہیں کہ کل کو وزیر موصوف کہدیں شرعی عدالت کے جج اگر ان کی جگہ بجٹ تیار کر کے اسمبلی میں پیش کر دیں.

تیسری حماقت جو نہایت دھوم دھام سے جاری ہے وہیں سردار جی کے بیانات جس تسلسل کے ساتھ سردار جی نے سود کے مسئلہ پر ز علی خداوں کو خوش کرنے کے لئے خدائے ذوالجلال کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے اس میں اب کوئی شک نہیں رہا کہ یہ حکومت کی اپنی پالیسی اور حکم ہے کیونکہ اتنی بات ایک " بچہ " بھی جانتا ہے سود شرعاً حرام ہے ایسے میں ایک " معتبر " وزیر مملکت کا اس کے حلال ہونے پر اصرار کرنا اور وزیر اعظم کا اس پر خاموش رہنا یہ اس بات کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے ؟ کہ حکومت ان حلقوں کو بیدار کرنا چاہتی ہے جن کے کاروبار کی بنیاد سود ہے اور مقصد یہ ہے کہ ایسے لوگ بیک آواز اس فیصلے کے خلاف سردار آصف احمد کے ہمنوا ہو جائیں اور یوں اس عدالتی فیصلے پر عمل درآمد کروانے کے لئے حکومت کو ایک بہانہ مل جائے مگر تادم تحریر کاروباری حلقوں کی طرف سے مکمل خاموشی ہے کیونکہ یہ حلقے کاروبار کے سلسلے میں نہایت حساس ہوتے ہیں انہیں یقیناً ایسا کرنے میں اپنی کاروباری ساکھ گرنے کا اندیشہ ہوگا میاں نواز شریف کے لئے یہ فیصلہ اس لئے بھی پریشان کن ہے کہ وہ خود بھی بہت بڑے کاروباری ہیں اس سلسلے میں " اتفاق " کسی تعارف کا محتاج نہیں ایسے میں یہ سمجھنا دشوار نہیں کہ حکومت اور اس کے وزراء کا سود سے متعلق " اتفاق " دراصل " اتفاق " کے دفاع کی جنگ ہے جو سرکاری وسائل کے ذریعے لڑی جا رہی ہے.

" سردار جی " کے لئے میاں نواز شریف کی خدمت میں ہماری تجویز یہ ہے کہ جہاں اتنی وزارتیں بنا کر قومی خزانے پر احسان عظیم فرمایا جا رہا ہے وہیں ایک وزارت مزید بنالیں جسکا نام " وزارت بیان بازی " یا " وزارت مخالفت خداوندی امور " رکھ لیا جائے اور اس کا قلمدان سردار جی کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ اقتصادیات کی اصلاح کے لئے حکومت اور متعلقہ وزارت کیا کچھ کر رہی ہے اس کے بارے میں تو سردار جی خاموش ہیں البتہ سود کے مسئلے پر اپنے بیانات میں مخالفت خداوندی کا ارتکاب ہر روز نئے سے نئے انداز میں کر رہے ہیں.

اور بیان بازی کے شوق کا یہ عالم ہے کہ غیر متعلقہ وزارتوں سے متعلق بیانات جاری کرنا بھی سردار جی اپنا فرض منصبی گردانتے ہیں.

محترم مجیب الرحمٰن شامی صاحب نے روزنامہ جنگ لاہور کے صفحات پر سات جون کو منعقد ہونے والے " جلسۂ عام " میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ " اگر وہ محض سردار صاحب ان کی بات کو ہنس کر ٹالا جا سکتا تھا لیکن کیونکہ وہ وزیر بھی ہیں (وزیر مملکت ہی سہی لیکن نام کے آگے وزیر تو لگتا ہے) اس لئے ان کے بیانات سے یہ غلط فہمی لاحق ہو سکتی ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں حکومت پاکستان کی پالیسی یہی ہے ".

محترم رعایت اللہ فاروقی ہفت روزہ ختم نبوت میں " پریس کانفرنس " کے عنوان سے کالم لکھا کریں گے۔

باقی صفحہ ۲۹ پر

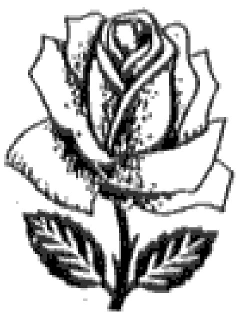

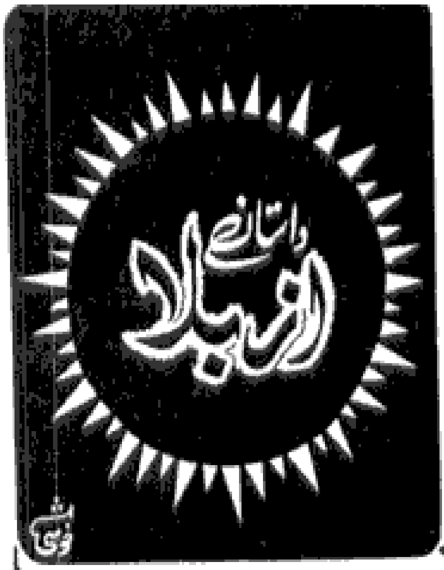

آخری قسط

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

از: محمد سعید خان دہلوی

خاتون: "دیکھو! یہ تمہارا کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہر خوبی کا انکار کرتی چلی جارہی ہو۔ ہمارے خداوند نے کبھی کسی سے جنگ نہیں کی اور دشمنوں کو معاف کرکے ان کی اذیتوں پر صبر کیا۔ مگر تمہارے پیغمبر نے دشمنوں سے بدلہ لیا اور کسی کو معاف نہیں کیا پس ثابت ہوا کہ انجیل اور خداوند کا نمونہ ہی ہمارے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔"

ازبلا: "صبر، عفو، استقلال، شجاعت، عدالت وغیرہ ایسے اوصاف ہیں، جن کی خوبی سے ہر انسان واقف ہے لیکن ان کی حقیقت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے ہر اخلاقی قوت اپنے موقعہ کے استعمال سے اچھی اور بڑی بنتی ہے ورنہ فی نفسہٖ صبر و عفو وغیرہ اپنے اندر کوئی خوبی نہیں رکھتے۔ دیکھو! عفو اور درگزر کو اس وقت کمال کے درجہ میں رکھا جائے گا۔ جب معاف کرنے والا انتقام کی بھی طاقت رکھتا ہو۔ اگر کسی مجبور اور کمزور انسان میں بدلہ لینے کی قوت نہیں ہے تو اس کی چشم پوشی اور درگزر کو خوبی پہ نہیں بلکہ مجبوری پر محمول کیا جائے گا۔ یہ عفو و درگزر کی اخلاقی قوت خاتم المرسلین میں درجۂ اتم موجود تھی چنانچہ فتح مکہ کے بعد جب ظالم کفار آپ کے سامنے لائے گئے تو آپؐ نے ان کو یہ کہہ کر آزاد کردیا کہ۔ لا تثریب علیکم الیوم (آج تم پر کوئی الزام نہیں) حالانکہ حضور اگر چاہتے تو ان کفار کی بوٹی بوٹی کرڈالتے۔ کیونکہ آپ بادشاہ تھے اور صحابہ کی فوج آپ کے حکم کی منتظر! لیکن یہ تو بتاؤ کہ آپ کے خداوند نے جو دشمنوں کو معاف کیا تھا۔ اس کی کیا صورت تھی؟ ظاہر ہے کہ آپ مظلوم تھے کوئی آپ کا ساتھی نہ تھا۔ نہ بدلہ لینے کی آپ میں قوت تھی پھر اگر معاف نہ کرتے تو کیا کرتے؟ ہاں اگر آپ صاحب اقتدار ہوتے اور پھر دشمنوں کو معاف کرتے تو تمہارے کوئی فخر کی بات ہوتی! مجبوری کا صبر عفو نہیں ہوسکتا۔"

خاتون: "توبہ ازبلا! خونیوں کو تم خلیق کہتی ہو اور اس شخص کو کوئی درجہ ہی نہیں دیتیں جس نے کبھی خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرایا؟"

ازبلا: "یہ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے کہ صاف بات کو بھی الٹا ہی سمجھتی ہو۔ میں دریافت کرتی ہوں کہ شجاعت آپ کے نزدیک کوئی خوبی ہے یا نہیں؟ اور عدل کو اچھا سمجھتی ہو یا بُرا؟"

خاتون: "یہ دونوں صفتیں بہت اچھی ہیں۔ ان سے کس کو انکار ہوسکتا ہے۔"

ازبلا: "بہت ٹھیک! اب یہ بتاؤ شجاعت کا کامل ظہور بغیر جنگ کے ممکن ہے؟ کیا عدل کی صفت بغیر قیام حکومت درجہ تکمیل کو پہنچ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں اسی لیے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں موقع عنایت فرمائے یعنی آپ نے کفار سے جنگ بھی کی اور تخت شاہی کو بھی حاصل کیا تاکہ ایک طرف جنگ کے موقعہ پر آپ کی طاقت و شجاعت کا ظہور ہو اور دوسری طرف قیام حکومت کے بعد صفت عدل کی تکمیل ہوجائے کیا تم یہ دونوں صفتیں اپنے خداوند میں دکھا سکتی ہو؟"

خاتون: "گویا تمہارے نزدیک لڑنا جھگڑنا بھی کوئی بڑی خوبی ہے۔ ہمارے خداوند صلح و سلامتی کا پیغام لے کر آئے تھے نہ کہ جنگ کا۔"

ازبلا: "مگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں دونوں باتیں جمع تھیں۔ ایک طرف تو آپ رحمۃ العالمین اور رؤف الرحیم تھے اور دوسری طرف مجاہد اکبر اور پہلوان رب جلیل تاکہ آپ انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ بن سکیں۔"

خاتون: "ازبلا! تم کیسی الٹی الٹی باتیں کرتی ہو۔ بھلا ایک لڑاکو آدمی ایک صلح پسند کی برابری کس طرح کرسکتا ہے؟"

ازبلا: "اگر دشمنوں سے لڑنا اور ان کی شرارتوں کا سدباب کرنا کوئی بڑا جرم ہے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جن کی تمام زندگی دشمنوں سے لڑنے میں گزری اور جس پر تورات گواہ ہے؟ بے شک حضرت مسیح علیہ السلام صلح و سلامتی کے پیغمبر تھے اور انہوں نے کبھی اپنی عمر میں جنگ نہیں کی لیکن خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے اگر ایک طرف آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کفار سے جنگ کی تو دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ نے دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیا۔ گویا آپ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مظہر اتم تھے۔"

خاتون: "معلوم ہوتا ہے کہ تم بڑی ہوشیار ہوگئی ہو۔ مگر میں تم کو پوری شکست دے کر چھوڑوں گی۔ میں تم سے صاف صاف بات کرنا چاہتی ہوں تاکہ یہاں جو خواتین موجود ہیں وہ بھی دو اور دو چار کی طرح سمجھ لیں۔ ذرا قرآن اور انجیل شریف کا مقابلہ کرکے دیکھو کہ حقیقت تم پر کتنی جلدی ظاہر ہوتی ہے۔"

ازبلا: "آپ جو بات دریافت کریں گی اس کا جواب فوراً پیش کردوں گی۔"

خاتون: "دیکھو جب تک تمہارے پیغمبر کی نبوت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک یہ تمام باتیں فضول ہیں۔ پہلے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت اور نبوت ثابت کرو اور پھر سلسلۂ کلام آگے بڑھاؤ۔"

ازبلا: "آپ کے نزدیک نبوت کا معیار کیا ہے؟"

خاتون: "اگر تم دو باتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ثابت کردو تو اسلام سچا ورنہ جھوٹا، کیونکہ ہر نبی کے لیے دو باتوں کا ثبوت ضروری ہے۔ اول یہ کہ کسی سابق رسول نے اس کی آمد کی پیشینگوئی کی ہو۔ دوم یہ کہ اس نے معجزات دکھائے ہوں۔ پس یہ دونوں باتیں آنحضرتؐ کے متعلق ثابت کرکے دکھاؤ۔"

ازبلا: "تمہارے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟"

خاتون: "کیوں نہیں۔"

ازبلا: "ان کے متعلق کسی سابق پیغمبر نے کوئی پیشینگوئی کی تھی؟"

خاتون: "ان سے پہلے دنیا ہی موجود نہ تھی، پھر کوئی پیغمبر ان کے حق میں کس طرح پیشینگوئی کرتا؟"

ازبلا: "معلوم ہوا کہ آپ کا یہ اصول غلط ہے کہ ہر نبی کے لیے کسی سابق نبی کی پیشینگوئی کا ہونا ضروری ہے، ورنہ حضرت آدم دائرہ نبوت سے خارج ہو جاتے ہیں۔ رہا معجزات کا صدور تو یہ بھی نبوت کے لیے ضروری نہیں، کیونکہ خود تمہاری انجیلوں میں لکھا ہے کہ جھوٹے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بڑھ کر معجزے دکھائیں گے۔"

خاتون: "تم کسی بات کو تسلیم نہیں کرتیں، آخر کسی طرح تم اپنے پیغمبر کی پیغمبری ثابت بھی کروگی یا نہیں؟"

ازبلا: "یہی چیز تو میں آپ سے دریافت کرتی ہوں کہ عیسائیوں نے حضرت موسیٰ، داؤد، سلیمان، یعقوب، یوسف، ایوب، نوح، ابراہیم علیہم السلام کو کس دلیل سے تسلیم کیا؟ وہ دلیل تو ذرا پیش کرو۔ اسی پر ان شاء اللہ خاتم المرسلین کی نبوت بدرجۂ اتم ثابت کردی جائے گی اور آپ کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔"

خاتون: "ہم نے ہر نبی کو اس کے کاموں سے شناخت کیا ہے۔"

ازبلا: "کون سے کام؟ ذرا تشریح کرکے بتاؤ تاکہ دلیل قائم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آسکے۔"

یہاں مسیحی خاتون ذرا سوچ میں پڑ گئی اور بہت دیر تک سر جھکائے بیٹھی رہی جو خواتین اس مجلس میں شریک تھیں انہوں نے محسوس کرلیا کہ ازبلا کی زبردست گرفت سے اس کا چھوٹنا محال ہے اور یہ یقیناً عیسائیوں کی ذلت اور رسوائی کا باعث بنے گی۔ اتنے میں خاتون نے سر اٹھا کر کہا۔

خاتون: "ہم اور پیغمبروں کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں صرف اپنے خداوند مسیح سے سروکار ہے اور انہیں کی وجہ سے ہم تمام رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔"

ازبلا: "تو آپ اپنے خداوند کی صداقت کا کوئی معیار پیش کیجیے تاکہ اسی پر پیغمبر اسلام کی نبوت کو بھی ثابت کردیا جائے۔"

خاتون: "ہمارے خداوند کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا، اندھوں کو آنکھیں بخشیں، کوڑھیوں کو پاک صاف کیا اور لوگوں کو شیطان کے چنگل سے چھڑایا۔"

ازبلا: "کیا ثبوت ہے کہ آپ کے خداوند نے یہ سب کام کیے؟ وہ مردے کہاں ہیں، جن کو حضرت مسیح نے زندہ کیا تھا؟ وہ اندھے اور کوڑھی کس جگہ رہتے ہیں، جو آپ کے خداوند کے وسیلے سے شفایاب ہوئے تھے؟ مگر اس کے مقابلہ میں میں آپ کے سامنے اپنے پیارے رسول کا ایک معجزہ پیش کرتی ہوں، جو آج بھی ایسا ہی زندہ ہے جیسا کہ حضورؐ کے زمانہ میں تھا اور قیامت تک زندہ رہے گا، وہ معجزہ قرآن پاک کا ہے۔ قرآن کریم نے ساری دنیا کو للکار کر کہا کہ اگر وہ حضرتؐ کے دماغ کی اختراع ہے تو اس جیسا کلام تم بھی بنا کر پیش کردو۔ دس سورتیں، چند آیتیں، بلکہ صرف ایک آیت ہی اس کے مقابلہ پر بنا کر لاؤ۔ مگر آج تک عیسائیوں، یہودیوں، بت پرستوں، مجوسیوں اور صابیوں سے اس کا مقابلہ نہ ہوسکا۔ یہ ہے زندہ معجزہ جو دنیا کو قیامت تک عاجز کرتا رہے گا۔ اس کے مقابلہ میں دیگر انبیاءؑ کے معجزات وقتی اور وفاتی تھے۔ جن کا سوائے نقل کے اور کوئی ثبوت نہیں۔"

خاتون: "تم نے تو ادھر ادھر کی باتیں بنانی شروع کردیں بھلا وہ کتاب بھی کہیں معجزہ ہوسکتی ہے، جس میں چار چار شادیاں کرنے کا حکم ہو؟ دیکھو ہمارے خداوند نے فرمایا کہ راہ حق اور زندگی میں ہوں اور بغیر میرے وسیلے کے کوئی شخص خدا باپ کے پاس نہیں جاسکتا۔"

ازبلا: "قرآن کریم نے چار چار شادیوں کا حکم ہرگز نہیں دیا۔ اس نے تو بعض شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔ اگر تعداد ازدواج کوئی جرم ہے تو آپ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ جیسے پیغمبروں کے متعلق کیا کہیں گی۔ جنہوں نے بقول توریت کئی کئی سو عورتوں سے شادیاں کیں؟ رہا آپ کے خداوند کا یہ قول کہ 'راہ حق اور زندگی' لے کر ہی دنیا میں آتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ذرا ہمارے پیارے رسول کا عمل بھی ملاحظہ کیجیے۔ آپ کے خداوند تو فرماتے ہیں کہ راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ اور قرآن کریم نے حضور کے متعلق فرمایا کہ آپ نہ صرف خود راہ حق پر ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی راہ حق دکھاتے ہیں۔ انک لتھدی الی صراط مستقیم (اے نبی! بیشک تو دنیا کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے) قرآن کریم کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ خود ہی زندگی تھے بلکہ آپ تمام دنیا کو زندہ کرنے کے لیے آئے تھے۔ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا۔ الخ۔ دیکھو سورۂ انفال رکوع ۳ (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول جب تم کو بلائیں، تو ان کی دعوت کو قبول کرو تاکہ وہ تم کو زندہ کردیں) اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشی، ظالم، جابر، جاہل، سارق، قاتل، زانی، مشرک اور بت پرستوں کو خلیق، عادل اور خدا پرست و متقی بنادیا۔ اور لاکھوں صحابہ آپ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔ گویا آپ نے اپنی زندگی ہی میں تمام عرب کو زندہ کردیا۔ اس کے خلاف تمہارے خداوند نے اپنی ساری عمر میں بارہ حواریوں کو اپنا پیرو بنایا، مگر ان کو کامل زندگی عطا نہیں فرمائی کیونکہ خود حضرت مسیح نے ان میں سے کسی کو بے ایمان، کسی کو ملعون اور کسی کو چور کہا۔"

خاتون: "باتیں تو بنائی چلی جارہی ہو، مگر اب تک یہ ثابت نہ کیا کہ تمہارے پیغمبر نے کون سا معجزہ دکھایا۔"

ازبلا: "میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ دلائل سے گفتگو کرنا چھوڑ دیں اور اپنی کرامت سے مجھ کو قائل کردیں۔ کیونکہ آپ کی کرامتوں کا بڑا شہرہ ہے۔ اور دور دور سے لوگ آپ سے برکتیں حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔ دلیل سے گفتگو کرنا آپ کے بس کا روگ نہیں۔"

خاتون: "تم اس لائق کہاں ہو کہ تم کو کرامتیں دکھائی جائیں۔ اس کے لیے دل کی صفائی کی ضرورت ہے اور تم پر شیطان نے اپنا پورا قبضہ جما رکھا ہے۔"

باقی صـ ۳۳ پر

ہم نہ کہتے تھے کہ ...

قادیانی اسلام، مسلمانان پاکستان اور پاکستان کے سب سے بڑے دشمن اور باغی ہیں

تحریر
جناب
قاضی محمد اسلم سیف
فیروزپوری کے
ماہ موتکا. بخن

ہمارا شروع سے یہ موقف ہے کہ قادیانی کوئی مذہبی جماعت نہیں۔ فرنگی استعمار کی سیاسی مصلحتوں نے اسے جنم دیا۔ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر یہ اسلام دشمن، دین دشمن ایک سیاسی گروہ تھا اور ہے یہ لوگ نہ اسلام کے وفادار ہیں اور نہ ہی پاکستان کے... آزادی برصغیر کے موقع پر سر ظفر اللہ آنجہانی نے گورداسپور کو قادیانی سٹیٹ بنانا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا..... تفصیلات کے لیے دیکھئے "مارشل لاء سے مارشل لاء تک" مصنف میر نور الٰہی۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کے شاہ دماغوں نے بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانا چاہا۔ اس کے لیے دام ہم رنگ زمین بچھا دیا گیا اور سازشوں کے گھوڑے تیز دوڑنا شروع ہو گئے۔ امریکہ اور برطانیہ کی بھی اسے سرپرستی حاصل تھی لیکن ۱۹۵۳ء کی بے مثال، بے نظیر اور ایمان افروز تحریک ختم نبوت نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور ان کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکی..... ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے بالاتفاق انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس کی رہی سہی کسر جنرل ضیاء الحق کے قادیانی آرڈیننس نے پوری کر دی... ماردھاڑ کی بے شمار سکیمیں بنائی گئیں، لیکن قادیانی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ قادیانیوں نے پاکستان کے دستور کو تسلیم نہیں کیا۔ قادیانی اپنے کو کبھی پاکستان کا وفادار ظاہر نہیں کرتے بلکہ ان کی وفاداریاں بیرونِ پاکستان وابستہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ابھی تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا بھی تو وہ اپنی میتوں کو ربوہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں... وہ امریکی سی آئی اے کے گماشتے ہیں اور بھارتی خفیہ تنظیم "را" سے ان کی گاڑھی چھنتی ہے... سقوطِ مشرقی پاکستان ملک کی اقتصادی بدحالیوں اور معاشی ناہمواریوں کے جتنے بھی سانحات پیش آئے ہیں جب اس کا پس منظر تلاش کیا جائے گا تو آپ کو وہاں قادیانیوں کے لیے ہاتھ کارفرما نظر آئیں گے... صحیح سالم سانپ سے زخمی سانپ ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ اب ان کی حیثیت زخمی سانپ کی ہے اسے جہاں اور جب موقع ملتا ہے وہ ڈنگ مارنے سے باز نہیں آتا۔ ان کے مذہبی پیشوا مرزا طاہر احمد کے

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

کے مطابق اپنے نبوت دہندہ اور محسنِ اعظم فرنگی استعمار کے پاس پہنچ چکا ہے اور وہاں شب و روز مسلمانوں اور عالمِ اسلام کے خلاف سازشیں جاری ہیں... اگر قادیانی کوئی اللہ والوں کی تحریک ہے تو پھر یہ اللہ والوں انبیاء، اولیاء، صلحاء اہل اللہ کے خلاف بدزبانی اور زبان درازی کیوں کرتی ہے؟ کوئی اللہ والا ان کے قریب نہیں پھٹکتا آخر کیوں؟

بلکہ حقیقت تو یہ ہے یہودیوں سے ان کی محبت کی پینگیں بڑھتی ہیں۔ تل ابیب میں ان کا قادیانی مشن جاری ہے جہاں ہفتہ میں چار مرتبہ انہیں پون گھنٹہ اپنی خرافات نشر کرنے کا اسرائیلی ریڈیو کو موقع بھی حاصل ہیں۔ اب قادیانی صفوں میں اگرچہ کھلبلی مچ چکی ہے۔ قادیانیوں کا سنجیدہ طبقہ شاہی خاندان کی رنگ رلیوں سے بیزار ہو چکا ہے۔ اور یورپ میں مقیم قادیانی قادیانیت کے خلاف بغاوت کر چکے ہیں۔ اگرچہ مرزا طاہر احمد نے دنیا بھر کے انسانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے اپنی رہائشی بستی کا نام اسلام آباد رکھا ہوا ہے۔

ہم ۸۵ / ۸۴ء سے چلا چلا کر یہ لکھ رہے ہیں کہ سندھ کے لسانی فسادات اور سندھ کی علیحدگی پسندوں کی تحریک میں قادیانی شاہ دماغوں اور قادیانی سازشوں کو عمل دخل حاصل ہے۔ کاش کوئی جونیجو، بے نظیر اور نواز شریف حکومت اس نہج پر ان کو شاملِ تفتیش کرتی اور اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتی تو سب کڑیاں مل کر حقیقت حال واضح ہو جاتی۔ اب ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ قادیانی پاکستان کے دشمن نمبر ا ہیں۔ وہ برصغیر کو دوبارہ اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے ان کے پیارے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ اگرچہ ان کے ناپاک وجود کا باعث فرنگی استعمار تھا۔ لیکن اب یہ امریکہ، برطانیہ اور بھارت تینوں کے سیاسی گماشتے اور جاسوس ہیں۔ ہماری وفاقی گورنمنٹ اگر ملک کی خیر چاہتی ہے تو اولین فرصت میں ان کے دفاتر سربمہر کر دے ان کی جائیداد ضبط کر لے بینکوں میں ان کے اکاؤنٹ منجمد کر دے ان کا لٹریچر ضبط کرے۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے۔ تمام کلیدی آسامیاں ان سے چھین لے۔ ابلاغ عامہ، تعلیم، مالیات اور افواجِ پاکستان سے بیک جنبشِ قلم ان کو فارغ کر دے۔ ورنہ کسی وقت بھی کچھ ہو سکتا ہے ہم حکمرانوں اور اپوزیشن کے لیڈروں سے خدائی آواز بن کر کہتے ہیں کہ قادیانیوں کے بارے میں جلد متحدہ اور انقلابی اقدام کیا جائے۔ ورنہ انجام گلستان نوشتۂ دیوار ہے اور مورخ کا قلم حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار دونوں کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔

ہمارا موقف یہ ہے کہ قادیانی اور بھارت کی خفیہ تنظیم "را" میں گٹھ جوڑ ہو چکا ہے موجودہ ملکی تخریب کاری میں ان کے کردار سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ قادیانی قادیان میں درویش رکھنے کے پردے میں اپنے نوجوانوں کو مسلح تخریب کاری کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ بھارتی خفیہ تنظیم "را" سے ان کی گاڑھی چھنتی ہے۔ بلکہ "را" کے ہزاروں تخریب کار جو پاکستان میں گھس چکے ہیں۔ سندھ میں انہیں ہندو پناہ دیتے ہیں۔ پنجاب اور سرحد میں قادیانیوں کے گھر ان کی پناہ گاہیں ہیں پیپلز پارٹی بھی ان تخریب کاروں کی سرپرستی کر رہی ہے اور قادیانیت نواز ہونے کا ثبوت پہنچا رہی ہے ہمارے اس موقف کی تائید، توثیق اور تصدیق کے لیے روزنامہ جنگ لاہور جلد ۱۳ شمارہ نمبر ۲۹۰ مورخہ ۲۱ نومبر بروز جمعرات صفحہ آخر پر دو کالمی سرخی بایں الفاظ جما ہے پڑھ لیں۔

"قادیانی قیادت" نے بھارت میں اجتماع کی پیشکش قبول کر لی۔ پاکستان میں بھارتی ہائی کمیشن کو بھی قادیانیوں سے تعاون کی ہدایت کر دی گئی ہے"

لاہور (نیوز ڈیسک) بھارتی حکومت دہلی میں اگلے ماہ قادیانیوں کے ایک بڑے اجتماع کے انعقاد کے لیے قادیانیوں کی مدد کر رہی ہے۔ تحریک آزادی کشمیر کے مجاہدین کے مطابق لندن میں

باقی صفحہ ۳۶ پر

مدعی مہدیت ومسیحیت اور نبوت

آنجہانی مرزا قادیانی کا پاگل پن

شبیر حسین شاہ زاہد، ننکانہ اسلام آباد

صحف سماوی میں سب سے آخری اور مصدق سابقہ کا بیان ہے کہ نبی مجنون نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کی حفاظت کرتے ہوئے قرآن نے فرمایا۔ وما انت بنعمۃ ربک بمجنون (القلم ۲) ترجمہ اور آپ اپنے رب کی نعمت سے مجنون نہیں ہیں۔ وما صاحبکم بمجنون (التکویر ۲۲) ترجمہ اور یہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں۔ حضرت آدمؑ کے دم قدم سے لیکر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک تک آنے والے کل انبیاء ورسل کی جسمانی حالت یہ رہی کہ:۔

۱۔ جسمانی لحاظ سے تمام اعضا میں پورے، صحت میں بہترین اور جسمانی کارکردگی کے لحاظ سے آخر دم تک تندرست رہے۔

۲۔ ذہنی اور نفسیاتی ہر لحاظ سے کل انسانوں سے اعلیٰ وارفع تھے آخری وقت تک بھی ان کی ذہنی ونفسیاتی حالت ہر لحاظ سے ٹھیک رہی۔

۳۔ نطق، اخلاق، معاملات، خلوت وجلوت کی زندگی میں ان کے سوانح ان کے پیروکاروں کے لئے قابل نمونہ تھے۔

۴۔ کار نبوت وکار رہنمائی میں ان مقدس ومعتبر شخصیات کی کارکردگی ہمیشہ قابل رشک رہی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں درج بالا چاروں جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور کردار کی خوبیاں دوسرے تمام انبیاء سابقہ سے زیادہ اور مکمل ترین حالت میں تھیں یہی وجہ ہے کہ آپ سید المرسلین وخاتم النبیین کے عالی قدر القاب سے ملقب ہوئے مسلم وغیر مسلم تو طبقات کے علاوہ محققین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ذہنی اور نفسیاتی خصوصیات وخوبیوں کے کمال کے معترف اور مصدق نظر آتے ہیں۔

مسیلمہ پنجاب مفتری وکذاب، سارق نبوت و دجال، قرآنی مطلب سے جاہل ووضاع، بدزبان، بدطینت دجال مرزا قادیانی کی ذہنی وجسمانی حالت انبیاء ورسلین کے خصائص کی متضاد لیکن اس کا دعویٰ نبوت بلکہ خاتم نبوت بلکہ برتر نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو کہ قرآنی نصوص صریحہ، احادیث صحیحہ، جمہور امت کے عقیدہ عرفیہ عقلی ونقلی دلائل کے مخالف ہے۔ ذیل میں مرزا کی ذہنی وجسمانی حالت کا بیان درج کیا جاتا ہے۔

الف: امراض خبیثہ سے حفاظت کا وعدہ: اس (خدا) نے مجھے براہین میں بشارت دی کہ ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۳۰)

(ب) دوران سر اور ہسٹیریا کی بیماری: بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے تھے (سیرۃ المہدی اول ص۱۳)

(ج) مراق کا مرض: مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا (رسالہ ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶)

(د) سردرد، دوران سر، کمی خواب اور تشنج دل کی بیماریاں: میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ہمیشہ سردرد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ (ضمیمہ اربعین ص۴-۵ نمبر ۴)

ھ۔ مراق کا اثر: ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے بعض اوقات آپ "مراق" کا ہونا بھی فرمایا کرتے تھے۔ (سیرۃ المہدی دوم ص۵۵)

یاد رہے کہ مراق دیوانگی کی ایک قسم ہے یہ ایک ایسا مرض ہے کہ جس کا کسی نبی یا ولی میں پایا جانا ناممکنات میں سے ہے یہی وہ مرض ہے جس کی بدولت مرزا قادیانی اپنے قوائے ذہنیہ کھو بیٹھے تھے۔ مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے اور مالیخولیا ایک دماغی مرض ہے جو انسان کو غور وتدبر اور فکر صحیح سے باز رکھتا ہے اس میں عموماً ایسی باتیں سوجھتی ہیں جو سراسر عقل کے خلاف ہوتی ہیں۔ (میزان الطب ص۳۴) قادیانیوں کا خلیفہ اول حکیم نورالدین لکھتا ہے کہ مالیخولیا جنون (دیوانگی) کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے (بیاض نورالدین حصہ اول ص۲۱۱)

مراق کے متعلق طب کی مشہور کتاب شرح اسباب میں لکھا ہے نوع من المالیخولیا یسمی المراقی (شرح اسباب جلد اول ص۷۳) مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے جسے مراقی مالیخولیا کہتے ہیں۔ مراقی کی باتیں اوہام کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ مرزا قادیانی خود رقمطراز ہے۔ "مگر یہ بات تو جھوٹا منصوبہ ہے اور یا کسی مراقی عورت کا وہم" (کتاب البریہ ص۲۳۹) ڈاکٹر شاہ نواز خان مرزائی اسسٹنٹ سرجن لکھتا ہے "مرض مراق میں مریض کو اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا" (ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۶ء) مراقی کی تمام باتیں بے ربط اور بے سروپا ہوتی ہیں چنانچہ منشی احمد حسین مرزائی فرید آبادی نے اخبار بدر قادیان میں لکھا کہ قاضی عبدالعزیز تھانیسری نے اس امر کا اعلان کیا ہے کہ خلیفہ وقت ہوں جب میں نے اس شخص کا یہ مضمون دیکھا تو ہنس کر ٹال دیا کہ ایسے مراقی اور کمزور طبع آدمی کی بے ربط اور بے سروپا باتوں کا کیا نوٹس لیا جائے۔ (اخبار مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۱۸ء) مراقی آدمی طرح طرح کے ایسے خیالات کرتا ہے جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں (ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۷ء ص۲۳) مراقی کو کبھی قبض کبھی دست آتے ہیں (بیاض نورالدین حصہ اول ص۲۱۳) مراقی کو اکثر بے خوابی کی شکایت رہتی ہے ہضم اچھا نہیں ہوتا تب کا گمان

رہتا ہے۔ کبھی ہاتھ پاؤں جلتے ہیں، کبھی ٹھنڈے، مریض بیان کرنے میں بس نہیں کرتا۔ ہر وقت سوچ میں رہتا ہے کمر سے شانوں تک درد محسوس کرتا ہے کانوں میں آوازیں آتی ہیں۔ جس بیماری کا بھی تذکرہ ہو جھٹ بول اٹھتا ہے کہ یہ مجھ کو ہے (بیاض نورالدین حصہ اوّل صفحہ ۲۱۲) مالیخولیا صفراوی کا مریض، غضب ناک، بد حواس، حیران و پریشان، بد خلق بکواسی ہوتا ہے اور زیادہ بیدار رہا کرتا ہے (مخزن حکمت جلد دوم صفحہ ۱۳۵۲) مراقی تنہائی پسند ہوتا ہے (شرح اسباب جلد اوّل صفحہ ۶۳) اگر مریض دانش مند بودہ باشد دعوئے پیغمبری و کرامات کند و سخن از خدائی گوید و خلق را دعوت کند (اکسیر اعظم جلد اوّل صفحہ ۱۸۹) اگر مراق کا مریض ذی علم آدمی ہو تو پیغمبری اور کرامات کا دعویٰ کرتا ہے اور خدائی باتیں کہتا ہے اور لوگوں کو اپنی پیغمبری کی دعوت دیتا ہے (مریض اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے۔ لہٰذا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی قبل از وقت اطلاع دیتا ہے بعض مریض اپنے تئیں فرشتہ اور بعض خدا سمجھنے لگتے ہیں (شرح اسباب جلد اوّل صفحہ ۶۹) بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر پیغمبری کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی واقعات کو معجزات قرار دیتے ہیں (مخزن حکمت جلد دوم صفحہ ۱۳۵۲) مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں کوئی خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں اور کوئی سمجھتا ہے کہ میں خدا ہوں (بیاض حکیم نورالدین صفحہ ۲۱۳) مرزا صاحب (مرزا قادیانی) نے فرمایا۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی (سیرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ ۱۳) ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی (جس سے یہ روایت لی گئی ہے) مراق کو ہسٹریا بھی ہو۔ درحقیقت کتب طب میں مالیخولیا مراقی کی ایک علامت یہ بھی لکھی گئی ہے کہ اس میں مریض کو دھوئیں جیسے سیاہ بخارات چڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ (شرح اسباب جلد اوّل) جیسا کہ درج بالا اقتباسات سے مرزا قادیانی خود اقراری ہے کہ وہ مالیخولیا مراقی اور ہسٹریا کا مریض ہے۔ لہٰذا اب مرزا قادیانی کے الہام، وحی، مہدویت، مسیحیت، نبوت وغیرہ کے تمام دعوے جھوٹے ہیں۔ ڈاکٹر شاہ نواز خان (بلال اسسٹنٹ سرجن) کا آخری فیصلہ ہے کہ ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس (مدعی) کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔ (ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۶ء)

مرزا قادیانی کو غشی کے دورے بھی پڑا کرتے تھے اور دوران سر کا مرض تو پورے پچیس سال تک مرزا سے چمٹا رہا۔ ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ مرگی اور دوران سر کے دورے مرگی کا سبب بنتے ہیں۔ مرزا خود لکھتا ہے کہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض (دوران سر) میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع (مرگی) میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہوا۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۶۲) مرگی ایک موروثی مرض ہے جو کہ غشی کے زیادہ دوروں سے انسان کو خفقان (ذہنی انتشار) کا مریض بنا دیتی ہے۔ کبھی کبھی مریض کو بے اختیار ہنسی یا افسردگی کا دورہ پڑتا ہے۔
(یونیورسل ہوم ڈاکٹر)

قادیانی کی بیوی کو بھی مراق کی بیماری تھی۔ (اخبار الحکم

جماعت اسلامی سے متعلق ایڈیٹر کے نام خط

لاہور۔ مورخہ ۳ جون کو جماعت اسلامی پاکستان کے امیر جناب قاضی حسین احمد بحیثیت ملزم کے "پاسبان عدالت" میں پیش ہوئے۔ "پاسبان" ایک اخباری اطلاع کے مطابق جماعت اسلامی کی مسلح اور تربیت یافتہ تنظیم ہے جس کے ۵ ہزار رضاکار ممبران ہیں۔

قاضی صاحب عدالت میں پیش ہوئے۔ الزامات کی فہرست پیش کی گئی۔ عدالت نے قاضی حسین احمد کو الزامات میں بے قصور قرار دے دیا۔ اس عدالت میں کئی ایک ڈرامے بھی پیش کئے گئے جو عین ممکن ہے کہ جماعت اسلامی کی دعوت و تبلیغ کا حصہ ہوں۔

مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ یہ طریق مصلحین امت کے طریقہ کے بالکل برعکس ہے یا عین مطابق۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے قاضی صاحب کے اس پروگرام کی تشہیر مشہور قادیانی فرم شیزان لمیٹڈ نے کی۔ تحریک ختم نبوت کے رضاکار پورے ملک میں شیزان کے خلاف بھرپور طریقہ پر تحریک چلائے ہوئے ہیں جس سے شیزان لمیٹڈ کو زبردست نقصان ہوا۔

جماعت اسلامی کے پروگرام کی تشہیر شیزان لمیٹڈ کرے گویا شیزان لمیٹڈ کے مالکان قادیانی رہتے ہوئے قاضی صاحب سے سند اسلام لینا چاہتے ہیں۔ اور جماعت اسلامی کی قیادت ملت اسلامیہ کے موقف کے برعکس قادیانیوں کو یہ موقع فراہم فرما کر انہیں شرف اسلام سے نواز رہی ہے۔ یہ جماعت اسلامی کی قیادت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب قاضی حسین احمد ایک متحرک و فعال رہنما ہیں۔ ان کے اس عمل سے پورے ملک میں تحریک ختم نبوت کے کارکنوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ میں آپ کے اس موقر جریدہ کی وساطت سے ملتجی ہوں کہ جناب قاضی صاحب وضاحت فرما کر تحریک ختم نبوت کے کارکنوں میں پائی جانے والی بے چینی کو دور فرمائیں۔

ابو نعمان عفی اللہ عنہ
سیکرٹری شبان ختم نبوت لاہور

قادیان، ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

مرزا محمود (مرزا قادیانی کا بیٹا اور دوسرا پیشوا) نے بھی کہا کہ مجھ کو بھی مراق کا دورہ ہوتا ہے (ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۶ء) جدید طبی طریقہ تشخیص سے بھی اور ماہرین نفسیات کے ہاں بھی مراق یا ہسٹیریا کے مریض آخر کار کشف و الہام کے مدعی بن جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نبوت کی طرف بھی بڑھ جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ولیم جیمز کی شہرہ آفاق کتاب دی ورائٹی آف ریلیجس ایکسپیرینس۔

مرزا قادیانی کی ذہنی و نفسیاتی بیماریوں کے احوال اور علم طب میں ان بیماریوں کے اثرات وغیرہ کے بالتفصیل مطالعہ سے یہ ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا قادیانی ایک پاگل، مخبوط الحواس، دیوانہ، مجنوں اور مرگی زدہ شخص تھا۔ لہٰذا بقول ڈاکٹر شاہ نواز خان قادیانی مرزا کے دعویٰ نبوت کی تردید کے لیے اور کسی ضرب کی ضرورت نہیں۔ لیکن حجت پوری کرنے کو ان خاص حالتوں کے دوران مرزا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ درج کیے جاتے ہیں تاکہ بیماریوں کے بارے میں مرزا کے اعترافات اور طب کے بیان کے بعد مرزا کی اس خاص حالت میں گفتگو سے بھی مرزا کے پاگل پن کو سمجھا جا سکے۔

۱۔ میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے۔ وہ اس پر حملہ کرتی ہے۔ بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی تو بالآخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے اور خون بہہ رہا ہے پھر بھی باز نہ آئی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا بار بار رگڑتا تھا لیکن پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں (ارشاد مرزا۔ مندرجہ مکاشفات ص ۳۲)

۲۔ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت (SEX UAL) کی قوت کا اظہار فرمایا (اسلامی قربانی ٹریکٹ)

۳۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح ص ۴۷)

۴۔ آسمان سے بہت دود (فارسی بمعنی دودھ) اترا ہے۔ محفوظ رکھو۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳)

۵۔ بہت سے سلام میرے تیرے پر ہوں۔ (فقرے کی بناوٹ مضحکہ خیز ہے) (ایضاً)

باقی ص ۲۶ پر

مدیر ختم نبوت کے نام مہتمم دارالعلوم دیوبند کا گرامی نامہ

مدیر ختم نبوت الحاج مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب نے بھارت کے کچھ علاقوں میں قادیانی سرگرمیوں کے بارے میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر اور مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ کو خط لکھا تھا جس کا حضرت مہتمم صاحب نے جواب دیا آپ کے گرامی نامہ کا خلاصہ پیش خدمت ہے:۔

باسمہ تعالیٰ

محترم المقام جناب مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کا گرامی نامہ موصول ہوا یاد فرمائی کے لئے ممنون ہوں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر قادیانی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے ہے اور حسب ضرورت ہوا اساتذہ و مبلغین کو بھیجتا ہے جو ان علاقوں کے علماء و دیگر عمائدین سے ملاقات کر کے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مناسب حکمت عملی اپناتے ہیں علاوہ ازیں رجال کار کی تیاری کے لئے پچھلے سالوں میں دس روزہ دو بڑے تربیتی کیمپ دارالعلوم میں لگائے جا چکے ہیں جن میں ہندوستان کے تمام صوبوں کے نمائندہ اساتذہ کرام نے شرکت فرمائی اور درجات تکمیلات و افتاء کے تقریباً ایک سو طلبہ کو ہر سال اس موضوع پر خصوصی مطالعہ کرایا جاتا ہے اور قادیانیت کی تردید کے لئے ضروری مواد فراہم کیا جاتا ہے۔

۱۹۸۶ء کے عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت کے بعد سے اب تک بیس عدد کتابیں رد قادیانیت کے موضوع پر دفتر کی جانب سے شائع کی جا چکی ہیں جن میں سے کئی کتابوں کے دوسرے ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ اڑیسہ، حیدرآباد، مدراس و آسام وغیرہ علاقوں میں مقامی ادارے اور ان کے علمائے کرام قادیانیوں کے تعاقب کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

آنجناب نے جن علاقوں کی نشاندہی فرمائی ہے مکمل صورت حال معلوم ہو جانے پر مناسب تدابیر اختیار کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام۔ مرغوب الرحمٰن عفی عنہ۔

ڈھاکہ بنگلہ دیش سے مولانا عبیدالحق کا گرامی نامہ:۔

محترم المقام جناب مدیر ہفت روزہ "ختم نبوت" دام مجدہ۔

سلام مسنون!

آپ کو یہ معلوم ہو کر یقیناً مسرت ہو گی کہ بنگلہ دیش میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور ان کی سازشوں کو طشت از بام کرنے کی زوردار تحریک چلانے کیلئے حال ہی میں "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی تشکیل کی گئی۔ جس کے داعی کی ذمہ داری بندہ پر سونپی گئی ہے۔ بحمداللہ چند مہینہ کے اندر پورے بنگلہ دیش میں عالمی مجلس کی طرف سے ختم نبوت کے مسئلہ پر رائے عامہ ہموار کرنے کی کوششیں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہیں۔ اس بارے میں آپ حضرات کی طرف سے ہر طرح تعاون کے ہم امیدوار ہیں۔ خاص کر "ختم نبوت" کا ہفتہ وار ایک پرچہ بندہ کے پتہ پر جاری فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام۔

(عبیدالحق داعی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش ڈھاکہ)

بقیہ: داستانِ ازبلا

ازبلا یہ فقرہ سن کر خاموش ہوگئی اور تمام مجلس میں ایک سناٹا سا چھا گیا۔ مسیحی خواتین نے مارے شرم و ندامت کے اپنے سر جھکا لیے اور مسلم خواتین روحانی خوشی سے خوش خوش نظر آتی ہیں۔ خود مسیحی خاتون خاموش بیٹھی ہے اور کوئی بات بنائے نہیں بنتی۔ جب ازبلا نے اس خاتون کی بے کسی اور بے مائیگی کو دیکھا تو کہا۔

ازبلا: "اچھا اب آپ تھک گئی ہوں گی۔ آج کی بحث کل پر اٹھا رکھیے۔ فرمائیے اب آپ کب تشریف لائیں گی؟"

خاتون: "میں تو حق و باطل کا فیصلہ ابھی کر کے اٹھوں گی۔ ہاں اگر تم خود تھک گئی ہو تو بات دوسری ہے۔"

ازبلا: "میری طرف سے تو آپ کو اجازت ہے کہ رات دن گفتگو کیجیے اور اس وقت تک یہاں سے نہ جائیے۔ جب تک کہ حق و باطل کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ مجھے تو صرف آپ کی پریشانی کا خیال ہے۔"

خاتون: "بس میں بھی یہ گفتگو آخری حد تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ اب یہ بتاؤ کہ عیسوی مذہب کی موجودگی میں اسلام کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟"

ازبلا: "اگر اسلام نہ آتا تو سچائی دنیا پر کبھی ظاہر نہ ہوتی۔ اسلام ہی نے آ کر انبیاؑ اور ان کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کیا اور دنیا کو پاکیزگی اور طہارت کی تلقین کی۔ یہاں میں آپ کو مختصر طور پر اسلام کے آنے کی غرض بتاتی ہوں۔

(۱) اسلام نے آ کر دین کو کامل کیا۔ کیونکہ کتب سابقہ کی تعلیمات اپنے زمانوں کے لیے تو مناسب تھیں مگر ان کو عالمگیر درجہ حاصل نہ تھا اس لیے قرآن کریم نے آ کر اس نقص کو پورا کیا۔"

(۲) انبیاؑ کی صحیح تعلیمات کو ان کے متبعین نے بگاڑ ڈالا تھا قرآن کریم نے آ کر اس کی اصلاح فرمائی۔ مثلاً عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان کر شرک کی بوسیدہ عمارت کھڑی کی تھی۔ اس کو سب سے پہلے ختم کیا۔ اسلام نے آ کر توحید کے آفتاب کو از سر نو چمکایا اور خدا کی ربوبیت و جلال کا صحیح نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

(۳) اہل کتاب نے انبیاء کرام پر مختلف شرمناک الزامات لگائے۔ کسی کو بت پرست کہا۔ کسی پر زنا کا الزام عائد کیا۔ کسی کو جھوٹا اور فریبی قرار دیا۔ غرض تمام نبیوں کو گنہگار ٹھہرایا۔ اسلام نے آ کر ان الزامات کی پرزور تردید کی اور انبیاؑ کی حقیقی عزت و عظمت کا اظہار فرمایا۔

(۴) اہل کتاب نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریف کر کے کلام الٰہی کو بگاڑ ڈالا تھا۔ جس کی وجہ سے آسمانی کتابوں پر سے لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا تھا۔ قرآن کریم نے آ کر اہل کتاب کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا اور کتب سابقہ کی جملہ تعلیمات کو از سر نو پیش کر دیا۔ اب ہم کو سوائے قرآن کے اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں تمام انبیاؑ کے صحائف شامل ہیں۔ فیہا کتب قیمۃ۔

(۵) چونکہ انبیاؑ اور ان کی کتابیں خاص زمانوں اور خاص قوموں سے متعلق تھیں اس لیے ان میں وہ قوانین موجود نہ تھے جو قیامت تک انسانوں کے لیے ضروری ہوتے۔ اس کمی کو قرآن کریم نے ہی پورا کیا اور تکمیل دین کے بعد عام اعلان کر دیا کہ تمام نوع انسانی کی ضروریات اس میں مہیا کر دی گئی ہیں جن سے قیامت تک تمام انسان فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ اب تو آپ نے سمجھ لیا کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا؟"

خاتون: "یہ سب دعوے ہی دعوے ہیں۔ دلیل کوئی بھی نہیں نہ تو تم نے اپنے پیغمبر کا کوئی معجزہ پیش کیا۔ اور نہ ان کی نبوت کو ثابت کیا۔ حالانکہ تعلیمات کا درجہ ان امور کے فیصلے کے بعد ہے۔"

ازبلا: "آپ نے ہی فرمایا تھا کہ اسلام کے آنے کی ضرورت بیان کرو۔ میں نے چند ضرورتیں گنوا دیں۔ اب آپ کا فرض ان دلائل کا جواب دینا ہے۔ معجزہ کا ثبوت میں دے چکی ہوں اور ایک ایسا زندہ معجزہ پیش کر چکی ہوں جس کو آج بھی تمام دنیا مشاہدہ کر رہی ہے یعنی قرآن کا مقابلہ اور اس کا جواب۔ اگر قرآن کلام الٰہی نہیں ہے تو مقابلہ میں ایک ہی آیت پیش کر دو۔ مگر یہی وہ بات ہے جو ساری دنیا سے بھی حل نہیں ہو سکتی۔ رہا پیغمبر خدا کی نبوت کا ثبوت تو وہ اسی معجزہ میں مضمر ہے یعنی جب قرآن کی ایک آیت کا بھی جواب نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا کہ وہ کلام الٰہی ہے اور اس کے لانے والے خدا کے سچے رسول ہی ہو سکتے ہیں۔"

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ پیغمبر خدا نے مبعوث ہو کر جس طرح دنیا کی اصلاح فرمائی اور اپنی ہی زندگی میں تمام عرب کو خدا کے دربار میں لا کر جھکا دیا۔ کیا اس کی نظیر کسی جھوٹے انسان میں پائی جاتی ہے؟ کسی ایک فرضی انسان کا تو نام لو جس نے اصلاح کا یہ عظیم الشان کام انجام دیا ہو؟"

خاتون: "کچھ ہی کہو۔ مگر تمہارے پیغمبر اس قابل نہیں کہ ان کی پیروی کی جائے۔ بھلا جس شخص نے ساری عمر خونریزی کی ہو اور کئی کئی عورتوں سے شادیاں کی ہوں وہ کبھی مصلح ہو سکتا ہے؟ دیکھو ہمارے خداوند کی پاکیزگی کہ انہوں نے ساری عمر شادی نہیں کی۔"

ازبلا: "خیر آپ کے خداوند تو خدا ہی تھے۔ ان کو شادی کی کیا ضرورت! اس کی ضرورت تو انسان کو پیش آتی ہے۔ چونکہ ہمارے رسولؐ دیگر انسانوں کی طرح بشر تھے۔ اس لیے انہوں نے شادیاں بھی کیں۔ البتہ کسی ایسے نبی کا حوالہ دو جس نے انسان ہونے کے باوجود شادی نہ کی ہو۔"

خاتون: "کامل انسان وہی ہے جو دوسروں سے ممتاز ہو۔"

ازبلا: "مگر آپ تو اپنے خداوند کو خدا اور ابن خدا مانتی ہیں؟"

خاتون: "مگر اس کے ساتھ ہی خداوند کامل انسان بھی تھے۔"

ازبلا: "تو کیا وہ کھاتے پیتے بھی تھے؟"

خاتون: "کیوں نہیں۔ ان کا کھانا پینا خدا ہونے کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ انسان ہونے کی حیثیت سے تھا۔"

ازبلا: "تو پھر آپ کے خداوند دوسروں سے ممتاز کہاں رہے؟ اچھا کامل انسان کی تعریف کیا ہے؟"

خاتون: "کامل انسان وہ ہے جس کے اتباع کرنے میں انسانوں کو کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے۔"

ازبلا: "بہت ٹھیک۔ اب معاملہ آپ نے خود ہی صاف کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ ایک عیسائی جو بیوی اور بچوں والا ہو وہ اپنی گھریلو زندگی میں اپنے خداوند کی پیروی کس طرح کر سکتا ہے! اس طرح جو عیسائی مسلمانوں اور بت پرستوں سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔ ان کو جنگی معاملات میں اپنے خداوند کی پیروی کس طرح کرنی چاہیے۔"

خاتون: "ہمارے خداوند نے نہ تو کوئی جنگ کی اور نہ شادی۔ اس لیے یہ سوال ہی فضول ہے۔"

ازبلا: آپ نے کامل انسان کی تعریف یہ کی تھی کہ جس کی اتباع اور پیروی میں کسی انسان کو دشواری پیش نہ آئے۔ مگر یہاں سخت دشواری پیش آگئی۔ اس لیے کہ ایک بیوی بچوں والے انسان کے لیے آپ کے خداوند میں کوئی نمونہ نہیں کیونکہ وہ ساری عمر خود مجرد رہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایک جنگ میں سرفروشی کرنے والے انسان کے لیے بھی حضرت مسیحؑ نمونہ نہیں بن سکتے۔"

خاتون: (تھوڑی دیر خاموش رہ کر) خداوند ہماری روحانی زندگی میں نمونہ ہیں جسمانی زندگی سے ان کو کیا تعلق؟"

ازبلا: بہت ٹھیک! حضرت مسیح روحانی زندگی میں تو نمونہ بن سکتے ہیں، مگر جسمانی زندگی میں نہیں، گویا جسمانی زندگی کے لیے کسی اور رہبر کو تلاش کرنا چاہیے۔ اس حصہ میں آپ کے خداوند ناقص ہیں۔ انسان کی روحانی اور جسمانی دونوں زندگیوں کے لیے جو ذات نمونہ بن سکتی ہے وہ ایک ہی ذات ہے۔ انسان نہ فقط روحانی ہے کہ اس کو روحانی پیشوا کی ضرورت ہے۔ نہ فقط جسمانی ہے۔ کہ اس کو فقط دنیاوی رہنما کی احتیاج ہے۔ جس طرح نوع انسانی روح اور جسم کی ترکیب سے مرکب ہے۔ اسی طرح ایک ایسے رہنما اور پیشوا اور ہادی کی ضرورت ہے جو دونوں باتوں میں ان کی صحیح رہنمائی کر سکے۔ اس کی زندگی انسان کی پوری زندگی میں نمونہ بنائی جا سکے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ایک جلالی زندگی تھی اور میں یہ بھی تسلیم کرتی ہوں کہ حضرت مسیحؑ کی زندگی ایک جمالی زندگی تھی لیکن خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کمالی رنگ کی زندگی تھی۔ آپ کی زندگی جس طرح ایک عابد، زاہد اور صوفی کے لیے نمونہ تھی اسی طرح آپ کی مقدس زندگی ایک دنیادار تاجر، بلکہ بادشاہ کے لیے بھی کامل نمونہ تھی۔ خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی میں بکریاں چرانا۔ پھر غار حرا میں گوشہ نشینی کی تبتّل کی زندگی۔ پھر ملک شام میں تجارت کرنا۔ پھر خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کرنا، اور گھر بار کی زندگی اختیار کرنا۔ پھر فاران کی چوٹیوں پر اور مکہ کی گلیوں میں تبلیغ کرنا، تبلیغ کے لیے طائف اور قبائل حجاز کا سفر کرنا اور سفر میں خدا کے دشمنوں کے ہاتھوں سے تکلیف اٹھانا۔ مزدور اور رفقاء کی دلجوئی کی خدمت کرنا۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنا۔ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔ مدینہ کے یہود سے بین الاقوامی معاہدہ کرنا۔ مساجد کا تعمیر کرنا۔ لوگوں کے باہمی مقدمات کا فیصلہ کرنا۔ نماز میں امامت کرنا۔ مختلف مواقع پر تقریر کرنا۔ میدان بدر و احد میں فوج کو تربیت دے کر سپہ سالار کی حیثیت سے کمان کرنا اور عسکری زندگی کا کمال دکھانا۔ پھر رات کو عبادت کرنا اور عبادت بھی اتنی طویل جس میں پاؤں سوج جائیں اور پھٹ جائیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس زندگی میں ضروریات زندگی کے تمام طریقے اور نمونے موجود ہیں۔ آپ کی زندگی کرتہ پوش کے چرواہے کے لیے بھی اسی طرح ایک نمونہ ہے جس طرح ایک بہت بڑے تاجر کے لیے اور آپ کی ذات ایک مبلغ کے لیے بھی اسی طرح قابل تقلید ہے۔ جس طرح ایک مسافر اور مہاجر کے لیے۔ آپ کی مقدس ذات ایک گوشہ نشین زاہد کے لیے بھی اسی طرح رہنما ہے۔ جس طرح ایک گھریلو زندگی رکھنے والے انسان کے لیے اور آپ کی مقدس تعلیم ایک بین الاقوامی زندگی کے لیے اسی طرح مکمل قانون پیش کرتی ہے۔ جس طرح کسی جنگل کے تنہا بسنے والے انسان کے لیے کسی قانون اور ضابطہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کا طریقہ کار جس طرح میدان جنگ میں مشعل ہدایت ہو سکتا ہے اسی طرح آپ کا طرز عمل صلح و آشتی کے زمانہ میں بھی لوگوں کے لیے بہترین نمونہ ہو سکتا ہے۔ غرض خانہ داری، تبلیغ، تجارت، عبادت، ریاضت، صلح اور جنگ، فصل خصومات، بین الاقوامی معاہدات، امامت و خطابت، عزلت و گوشہ نشینی، گلہ بانی، ترتیب آئین، جہانداری، شادی و غمی، نکاح و طلاق، مرنا اور جینا، بچوں کی تربیت اور تعلیم انسانی زندگی میں اور نوع انسانی کے تمدن میں جو جو باتیں پیش آتی ہیں ان میں ایسی کون سی چیز ہے۔ جو خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل زندگی میں موجود نہیں ہے۔ یا آپ کی مقدس ذات اس ضرورت کے لیے نمونہ نہیں ہے۔ زندگی کا یہ کمال اور انسانی ضروریات کی یہ ہمہ گیری نہ تو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہے اور نہ مسیح کی زندگی میں۔ پس ہم سب انصاف اور ایمانداری سے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر انسان کی اور روحانی زندگی کے نظام کے مرکز اور جلال و جمال کے جامع ہیں۔ دنیا کے انسانوں میں سے جو دنیا اور آخرت کے صحیح نظام عمل کا سچا متلاشی اور طلبگار ہے اس کے لیے ایمانداری سے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع اور رحمت سے لبریز دامنوں میں پناہ لے اور آپ کی مقدس زندگی کو اپنی زندگی کے لیے راہ عمل بنائے۔"

ازبلا کی اس تقریر کے بعد تمام مجلس پر سکوت اور خاموشی چھا گئی اور مسیحی خاتون باوجود دعائے کرامت مسحور ہو گئی۔ جب دیکھا کہ خاتون شرم و ندامت کے دریا میں غرق ہے تو ازبلا نے معذرت کرتے ہوئے سب مہمانوں کو رخصت کیا۔ ابو حفص کا بیان ہے کہ اس گفتگو کا اثر یہ ہوا کہ مجلس میں شریک ہونے والی اکثر مسیحی خواتین کچھ عرصہ میں مسلمان ہو گئیں اور خود مسیحی خاتون نے بھی چند سال کے بعد ازبلا کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لیا۔ مگر یہ کام جلدی انجام نہیں پایا۔ بلکہ تین چار سال میں سعید روحیں خدا کی رحمت سے سرفراز ہوئیں۔

ازبلا جب تک زندہ رہی اسلام کی شاندار خدمات انجام دیتی رہی۔ ایک طرف عیسائیوں کا ناطقہ بند کیا۔ دوسری طرف علم تفسیر و حدیث کا دریا بہایا۔ اور ہزاروں علماء اسلامی علوم سے فیضیاب ہوئے۔

ازبلا نے اسّی سال کی عمر پائی اور عمر طبعی کے قریب پہنچ کر وصال کیا۔ تمام اسپین میں مرحومہ کے انتقال کی خبر سے ایک کہرام مچ گیا۔ اور لاکھوں انسانوں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔

آخر میں ہم بھی اپنی اسلامی مرحومہ بہن کی نامعلوم قبر پر عقیدت و مغفرت کے پھول چڑھاتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ مرحومہ پر اپنی رحمتوں اور بخششوں کی بارش کرتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

ختم شد

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کیلئے کتاب کی ۲ جلدوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ:۔ رعایت اللہ فاروقی۔

نام کتاب: **اسلام کی تعلیمات اقتصاد**

افادات:۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

ترتیب:۔ محمد اقبال قریشی۔ قیمت ۱۸ روپے۔

پتہ:۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ نزد مسجد فردوس ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔

تاریخ کے لاتعداد اوراق شاہد ہیں کہ صفحۂ ہستی سے بہت سی قوموں کا وجود اس لئے مٹا دیا گیا کہ وہ بھی معاملات ہوں یا مذہبی مسائل ان میں یا تو افراط کا شکار تھے یا تفریط کا۔ تاریخ کا یہ داستانیں ہمیں موجودہ امت میں بھی ملتی ہیں اور اس امت سے قبل کی امتوں میں بھی یہ چیز ہمیں نظر آتی ہیں۔ اسلام نہ افراط کا درس دیتا ہے اور نہ ہی تفریط کا بلکہ اسلامی تعلیمات خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبے سے ہو اعتدال

کے وصف سے موصوف ہیں اس دور کا مسلمان پریشان تھا کہ اعتدال کا معیار کیا ہے؟ اور یہ کہ ہر ہر عمل میں اعتدال کے معیار کو کہاں اور کس کتاب میں تلاش کیا جائے؟ اس حوالے سے متلاشی شخص کے لئے یہ صورتحال بڑی پریشان کن تھی کہ مختلف اعمال میں اعتدال کے معیار مختلف کتابوں میں چھپے ہوئے تھے۔

چنانچہ محترم محمد اقبال صاحب نے اس مشکل کو نہ صرف یہ کہ حل کیا بلکہ خوب ہی حل کیا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کے افادات کی روشنی میں اعتدال کے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں جمع کر کے اس مالا کا نام "اسلام کی تعلیمات اعتدال" رکھ دیا اور یوں انسانی زندگی کے ہر عمل خواہ اسکا تعلق حضورؐ کی تعریف سے ہو یا دنیا کی تنظیم سے خواہ اسکا تعلق درس و تدریس سے ہو یا عبادت و ریاضت سے خواہ اسکا تعلق غصے سے ہو یا ہنسی مذاق سے خواہ اسکا تعلق پیسہ کمانے سے ہو یا رقم خرچ کرنے سے دعوت و تبلیغ سے ہو خواہ میدان جنگ میں جہاد سے ہر حال میں "اعتدال" کا پہلو ہونا چاہئے اور اسکا معیار آپکو زیر تبصرہ کتاب میں مل جائے گا اللہ تعالیٰ موصوف کی اس سعی کو قبول اور عوام الناس کو اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایجنسی ہولڈرز متوجہ ہوں!

ہفت روزہ ختم نبوت کے ایجنسی ہولڈرز کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بقایاجات وغیرہ کے سلسلے میں مولانا اللہ وسایا صاحب کو ذمہ دار مقرر کیا گیا ہے لہٰذا آپ حضرات اس سلسلے میں اپنا رابطہ مولانا اللہ وسایا صاحب سے رکھیں۔

مولانا عزیز الرحمن۔ مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

بقیہ: مرزا قادیانی کا پاگل پن

۶۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بزدلی سے ہیں (انجام آتھم ص۵۵)

۷۔ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳)

۸۔ خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔۔۔ ایک آدمی میرے پاؤں چوم رہا تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ میں حجر اسود ہوں۔

۹۔ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کو حالت کشفی میں جب کہ حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا تھا خاکسار پیپرمنٹ (بحوالہ الہامات و مکاشفات)

۱۰۔ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں۔ ہوں بشر کی جائے نفرت (ڈھیر) اور انسانوں کی عار (مرزا کا تعارف مرزا کی زبان میں) (در ثمین)

مرزا قادیانی کی یہی ذہنی حالت تھی جس پر علامہ اقبال کہہ پڑا کہ۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ماہر علم النفس مرزا صاحب کا نفسیاتی تجزیہ کر کے بتلائے کہ وہ کس قسم کی نفسیاتی پیچیدگی کے مریض تھے اور اس کی بنیادی وجہ کیا تھی۔

بقیہ: ہم نہ کہتے تھے

قائم قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر کو بھارتی ہائی کمشنر کے ذریعے بھارتی حکومت نے پیشکش کی تھی کہ بھارت کے کسی بھی شہر میں اجتماع کیا جائے جسے قادیانیوں کی اعلیٰ قیادت نے منظور کر لیا۔ بھارتی حکومت نے پاکستان میں اپنے ہائی کمیشن کو ہدایت کی ہے کہ ایسے تمام قادیانیوں سے تعاون کیا جائے جو بھارت میں مجوزہ اجتماع میں شرکت کے خواہشمند ہوں۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق مبینہ طور پر پیپلز پارٹی کے ایک رہنما بھی پنجاب کے قادیانیوں کو ویزے کے حصول میں مدد کر رہے ہیں۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق پاکستان اور یورپ کے مقیم قادیانیوں کی حمایت کرنے کا فیصلہ بھارتی حکومت نے را کے مشورے پر کیا ہے۔ تاکہ پاکستان کو کشمیر کے معاملے میں بلیک میل کیا جا سکے یاد رہے کہ قادیانیوں کو ربوہ میں ایسے اجتماعات منعقد کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

بقیہ: خدا سے جنگ

میں ذاتی طور پر شامی صاحب کی بہت قدر کرتا ہوں اور ان کے ہر "جلسۂ عام" میں شرکت کر کے ان کے خطبات پر واہ واہ، ماشاءاللہ، کیا خوب بولتے ہیں، جیسی صدائیں لگانے والوں میں میرا بھی شمار ہوتا ہے مگر ان کے مذکورہ بالا "جلسۂ عام" کے مذکورہ پیرے سے مجھے اختلاف ہے شامی صاحب فرماتے ہیں کہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے جب کہ ورد اور اس کے علاوہ دیگر نوعیت کے ان کے بیانات پر نہ حکومت نوٹس لیتی ہے اور نہ ہی اس کی تردید کرتی ہے جبکہ اس نوعیت کے بیانات پالیسی بیانات کے زمرے میں آتے ہیں تو اسے صرف سردار جی کی آواز نہیں بلکہ حکومت کا اعلان ہی تصور کیا جائے گا صرف سردار صاحب کی رائے تو اسے تب قرار دیا جا سکتا ہے کہ ان کے نام سے "وزیر مملکت" اور "کار سے" "جھنڈا" ہٹ جائے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ وزیر خارجہ صاحب صدر بش کی شان میں "گستاخانہ" بیان جاری کر دیں اور جب بش اس کا نوٹس لیں تو کہہ دیں کہ وزیر خارجہ نے وہ بیان ذاتی حیثیت سے دیا تھا حکومت کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں لہٰذا حکومت پاکستان بری الذمہ ہے؟

بقیہ: تبلیغ کی ضرورت

۱۱۔ **اوقاف کا محکمہ** وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان اور صوبائی محکمہ جات اوقاف وسط ایشیائی ممالک کے بارے میں ایک خصوصی سیل کھولیں اور مندرجہ بالا تجاویز کی روشنی میں جیسے وہ مناسب سمجھیں، سرجوڑ کر ایسے منصوبہ جات بنائیں جن سے یہ ممالک پاکستان کے قریب تر آ سکیں۔

بانی پاکستان قائد اعظم نے بروز ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کراچی میں ارشاد فرمایا تھا کہ "پاکستان تو ہمارے حصول مقصد کی پہلی کڑی ہے۔" بقول کرامت علی خان سیکرٹری تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ لاہور:

"وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو سوا سو سال کے بعد روسی استعمار سے چھٹکارا ملا ہے۔ مشیت ایزدی نے پاکستان کو موقع فراہم کیا ہے کہ ہم نہ صرف ان کے ساتھ اپنے قدیم دینی و ثقافتی رشتوں کو پھر سے مضبوط کریں بلکہ اس قرض کو اتارنے کی حتی الوسع کوشش کریں جو وسطی ایشیا کے دینی رہنماؤں، دانشوروں، سیاسی حکمرانوں، شاعروں، تاریخ دانوں، فنون لطیفہ اور اہل حرفہ کے ماہرین کے کارناموں کی خوشہ چینی کے سبب ہم پر واجب الادا ہے۔"

"قازقستان روس کا نیوکلیئر لیڈر رہا ہے۔ یہاں یورینیم بھی موجود ہے۔ آذربائیجان میں تیل کے بڑے ذخائر موجود ہیں ان تمام ممالک کو یہودی سازشوں سے بچایا جائے اور ان میں اتحاد بین المسلمین کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ ان کے مسائل کو سمجھا جائے تاکہ یہ ممالک مضبوط تر ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا مرکز و محور بنیں۔ آمین!"

بقیہ :- شہادت فاروق اعظم

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا اور خود وہیں زخموں کے صدمہ سے زمین پر گر پڑا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ اعظم سامنے تڑپ رہے تھے فیروز نے اور لوگوں کو بھی زخمی کیا لیکن آخر وہ پکڑا گیا اور اس وقت اس نے خودکشی کر لی حضرت فاروق اعظمؓ کو اٹھا کر گھر لایا گیا آپ نے سب سے پہلے دریافت کیا کہ حملہ آور کون تھا؟ لوگوں نے عرض کیا فیروز۔ اس جواب سے چہرہ انور پر بشاشت ظاہر ہوئی اور فرمایا الحمدللہ میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوا۔ حضرت عمرؓ تنہا زخمی نہیں ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پورا مدینہ زخمی ہو گیا ہے خلافت اسلامیہ زخمی ہو گئی ہے اس سے بھی زیادہ یہ کہ خود اسلام پاک زخمی ہو گیا ہے (انسانیت موت کے دروازے پر ص ۵۲)

استقال سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے بیٹے عبداللہؓ سے ارشاد فرمایا۔

میرے کفن میں بے جا صرف نہ کرنا اگر میں اللہ کے ہاں بہتر ہوں تو مجھے از خود بہتر لباس مل جائے گا اگر بہتر نہیں تو بہتر کفن بے فائدہ ہے۔ پھر فرمایا میرے لئے لمبی چوڑی قبر نہ کھدوائی جائے اگر میں اللہ کے ہاں مستحق رحمت ہوں تو از خود میری قبر حد نگاہ تک وسیع ہو جائے گی اگر مستحق رحمت نہیں ہوں تو قبر کی وسعت میرے عذاب کو تنگی کو دور نہیں کر سکتی میرے جنازہ کے ساتھ کوئی عورت نہ چلے۔ مجھے مصنوعی صفات سے یاد نہ کیا جائے جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے جلدی سے قبر میں پہنچا دیا جائے اگر میں مستحق رحمت ہوں تو مجھے رحمت ایزدی تک پہنچانے میں جلدی کرنی چاہیئے اگر مستحق عذاب ہوں تو ایک برے آدمی کا بوجھ جس قدر جلد سے جلد کاندھوں سے اتار پھینکا جائے اسی قدر بہتر ہوگا ان دردناک وصایا کے بعد فرشتہ اجل سامنے آ گیا اور جان بحق تسلیم ہو گئے یہ ہفتے کا دن ۲۳ھ یکم محرم تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس کی تھی حضرت صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے قبر میں اتارا اور دنیائے اسلام کے اس درخشاں ترین آفتاب کو آقائے انسانیت کے پہلو میں ہمیشہ کے لئے سلا دیا گیا۔

بقول ابو اسامہؓ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمر فاروقؓ اسلام کے ماں باپ تھے وہ گذر گئے تو اسلام یتیم ہو گیا خدا کہتا ہے کہ وہ گزرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور ہمیشہ تک زندہ رہیں گے بل احیاء عند ربھم (انسانیت موت کے دروازہ پر ص ۵۱)

بقیہ :- زہد

رحمت اور اپنی رضوان کی طرف اٹھا لیا اور انہیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونچے بلند مقام پر ملا دیا۔ انہوں نے دنیا کا ارادہ کیا اور نہ دنیا نے ان کا۔ اللہ پاک نے آپ کے ہاتھوں کسریٰ اور قیصر کے خزانے اور ان کے شہر فتح کیے اور آپ کی طرف ان کے مال بھیجے اور آپ کی اطاعت مشرق و مغرب نے کی۔ ہم اللہ سے اور زیادتی کی اور اسلام میں تائید کی امید رکھتے ہیں۔ عجم کے ایلچی اور عرب کے وفود آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کے پاس ٹھہرتے ہیں اور آپ پر یہ جبہ ہے جس میں آپ نے بارہ پیوند لگا رکھے ہیں پس اگر آپ اس جبہ کو نرم کپڑے سے بدل دیتے ہیں جس میں آپ بھاری بھرکم اور مہیب دکھائی دیتے ہیں اور صبح ایک لگن کھانے کی اور شام کو ایک لگن کھانے کی آتی آپ کھاتے اور مہاجرین و انصار میں سے جو اس وقت ہوتے تو وہ کھاتے (تو نہایت مناسب تھا) یہ سن کر حضرت عمرؓ بہت روئے۔ اس کے بعد فرمایا۔ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی سے دس دن یا پانچ دن یا تین دن پیٹ بھرا ہے؟ شام اور صبح کا کھانا ایک دن میسر آیا ہے؟ یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے مل گئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں پھر حضرت عائشہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ حضورؐ کی طرف کھانا ایسی میز پر پیش کیا گیا ہو جو زمین سے ایک بالشت اونچی ہو۔ آپؐ تو کھانے کے لیے حکم دیتے تھے وہ زمین پر رکھ دیا جاتا تھا اور میز کے لیے حکم دیتے تھے وہ اٹھا دی جاتی تھی۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں نے کہا۔ ہاں اللہ کی قسم یہی بات ہے۔ اس کے بعد آپ نے دونوں کو مخاطب ہو کر فرمایا تم دونوں حضورؐ کی ازواج ہو اور امہات المومنین ہو اور تم دونوں کا مومنین پر حق ہے اور میرے اوپر تو خاص طور سے اور تم دونوں مجھے دنیا کی رغبت دلانے آئی ہو؟ میں جانتا ہوں بے شک حضورؐ نے اون کا ایسا موٹا جبہ پہنا ہے بسا اوقات آپؐ نے اپنی کھال کو اس کے کھردرے پن سے کھجایا ہے کیا تم دونوں اس بات کو جانتی ہو؟ ان دونوںؓ نے کہا خدا کی قسم! ہاں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ حضورؐ اپنی عبا پر جو ایک تہہ والی ہوتی سویا کرتے تھے؟ اور اے عائشہؓ تمہارے گھر میں تو ٹاٹ تھا جو دن میں بیٹھنے کا فرش ہوتا اور رات کو سونے کے لیے بچھونا۔ ہم آپؐ کے پاس جاتے۔ چٹائی کا نشان آپؐ کے پہلو پر دیکھتے اور کیا اے حفصہؓ! تو نے مجھ سے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ تو نے ایک رات آپؐ کے لیے بستر نرم کر دیا تھا آپؐ نے اس کی نرمی پائی اور سو گئے اور آپؐ کی آنکھ بجز حضرت بلالؓ کی اذان کے نہیں کھلی تو آپؐ نے تجھ سے اے حفصہؓ کہا تھا اے حفصہؓ! تو نے کیا کیا؟ تو نے اس رات بستر دوہرا کر دیا؟ یہاں تک کہ مجھے صبح تک نیند گھیرے رہی۔ مجھے دنیا سے کیا غرض؟ اور مجھے کیا ہو گیا کہ تو نے اے حفصہ! مجھے نرم بستر کی وجہ سے نماز سے غافل کر دیا! حضرت عمرؓ نے کہا اے حفصہؓ! کیا تو نہیں جانتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے تھے! آپؐ نے بھوکا رہ کر شام کی اور سجدہ میں سو رہے اور ہمیشہ آپؐ رکوع اور سجدہ کرتے اور روتے۔ رات اور دن کے اوقات میں گڑگڑاتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور رضوان کی طرف اٹھا لیا عمر نہ اچھا کھانا کھائے گا اور نہ نرم کپڑا پہنے گا۔ اس کے لیے اپنے دونوں ساتھیوں کا اسوہ (عمل) کافی ہے اور نہ سوائے نمک اور روغن زیتون کے کسی دوسرے سالن کو جمع کرے گا اور میں گوشت مہینہ میں صرف ایک مرتبہ کھاؤں گا خواہ قوم کو یہ باتیں کتنی ہی ناپسندیدہ ہوں یہ دونوں آپ کے پاس سے نکلیں اور اس کی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ہمیشہ اسی طرح بسر اوقات کی یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ حسب نسب کی پوچھ ہے نہ حسن و صورت کی قدر ہے نہ مال و دولت کی وقعت اور نہ تاج و راج کی قیمت۔ پسر نوح کو علو نسب۔ ابولہب کو حسن صورت قارون کو کثرت دولت اور فرعون و شداد کو رعب سلطنت نے آڑے وقت میں کچھ نفع نہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نگاہ قلوب و اعمال پر پڑتی ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
180، بائی وے
بیلگریو روڈ برمنگھم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عالمی ساتویں ختم نبوۃ کانفرنس برمنگھم

مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

کانفرنس کے چند عنوانات

• مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ۔ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا
خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9-9 ایچ زیڈ یو کے
فون 071-737-8199